عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماهنامه

لولاک

ملتان

۱۱
ذوالقعدہ
۱۴۱۹ھ
مارچ
۱۹۹۹ء

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْإِكْرَامِ

عارف حق، مرد مجاہد، فرشتہ سیرت، درویش منش، حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عابدؒ اور حکیم حاذق عارف باللہ حضرت حکیم حنیف اللہ انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

بیاد مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ ۱۱/۲ ۳۵

قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

زیر سرپرستی

خواجۂ خواجگان
حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیرِ طریقت
حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ

فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

رانا محمد طفیل جاوید

مینجر

قاری محمد حفیظ اللہ

مجلسِ منتظمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ
صاحبزادہ حافظ محمد عابد ○ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا مفتی محمد جمیل خان ○ مولانا بشیر احمد
مولانا محمد اکرم طوفانی ○ مولانا جمال اللہ الحسینی
مولانا خدا بخش شجاع آبادی ○ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا مفتی حفیظ الرحمان ○ مولانا احمد بخش
مولانا محمد نذر عثمانی ○ مولانا غلام حسین
مولانا فقیر اللہ اختر ○ چوہدری محمد اقبال
مولانا قاضی احسان احمد ○ مولانا غلام مصطفیٰ

رابطہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ، ملتان

☎ 061 514122
Fex : 061 542277

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: تشکیل زیر پرنٹرز ملتان، مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

اس شمارے میں

ربوہ کا نیا نام "چناب نگر"	اداریہ	3
حضرت حکیم حاذق حنیف اللہ کا سانحہ وفات		6
آہ حضرت حافظ محمد عابدؒ صاحب،	مولانا اللہ وسایا	9
عید الاضحیٰ اور اس کے احکام	ادارہ	31
نزول معنی پیدائش مجازی معنی ہیں	ادارہ	39
ڈاکٹر عبد السلام قادیانی کے لئے یادگاری ٹکٹ	مولانا محمد ازہر	43
العرف الوردی فی اخبار المہدی، ترجمہ قاری قیام الدین (قسط نمبر8)		49
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	53
تبصرہ کتب	ادارہ	56

اداریہ

ربوہ کا نیا نام چناب نگر!

حکومت پنجاب نے خرابی بسیار کے بعد ایک اور نوٹیفکیشن کے ذریعہ ربوہ کا نیا نام "چناب نگر" رکھنے کا باضابطہ اعلان کیا ہے۔ پنجاب اسمبلی میں ربوہ کا نام تبدیل کرنے سے متعلق قرارداد کی منظوری کے بعد حکومت نے "نواں قادیان" کے نئے نام کا نوٹیفکیشن تیار کر لیا تھا۔ جو ابھی جاری نہیں ہوا تھا کہ نام کے اختلاف کے باعث روک لیا گیا۔ قادیانی جماعت نے صوبائی وزارت مال کو "نیو قادیان" جبکہ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے "نواں قادیان" کے علاوہ بعض دینی تنظیموں کی جانب سے مصطفےٰ آباد' صدیق آباد' چناب نگر' اور سابقہ نام چک ڈھگیاں نام تجویز کئے گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گذشتہ دس برس سے ہر سالانہ کانفرنس کے موقع پر یہ قرارداد پیش کرتی چلی آئی ہے کہ ربوہ کا نام تبدیل کر کے پہلے جھوٹے مدعی نبوت کو واصل جہنم کرنے والے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے نام پر صدیق آباد رکھا جائے۔ ربوہ کے نئے نام پر نزاع سے بچنے کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت نے یہ موقف اختیار کیا کہ ربوہ کا کوئی سا نام رکھنے میں مضائقہ نہیں۔ لیکن "نیو قادیان" یا "نواں قادیان" قطعی مناسب نہیں۔ صوبائی وزیر مال نے واضح یقین دہانی کروائی تھی کہ نام کے اختلاف کی وجہ سے نوٹیفکیشن روک دیا گیا ہے۔ تاہم محکمہ مال کے کاغذات کے مطابق نام چک ڈھگیاں ہی بحال کیا جائے گا۔

حکومتوں کو حماقتیں کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ صوبائی وزیر مال کی واضح یقین دہانی کے باوجود "نواں قادیان" کے نام سے ۱۲ دسمبر کا روکا جانے والا نوٹیفکیشن ہی جاری کر دیا گیا۔ اس صریحاً بددیانتی کے بعد دینی حلقوں کی جانب سے احتجاج غم و غصہ کا اظہار ایک فطری امر تھا۔ چنانچہ ۹ فروری ۱۹۹۹ء کو اخبارات کے ذریعہ حکومت پنجاب نے ربوہ کا نیا نام "چناب نگر" رکھنے کا باضابطہ اعلان کر دیا۔ اس طرح حکومت کے ایک نامعقول اقدام کے بعد دانشمندانہ فیصلہ کو بہر طور سراہا جائے گا۔ ہمیں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ ربوہ کے نئے نام کے حوالہ سے قادیانی جماعت کی سازش ناکام ہوئی۔ حکومت کی پالیسیاں ایمان پر نہیں نظریہ ضرورت پر چلتی ہیں۔ ربوہ کے نام کی تبدیلی کے ضمن میں شروع دن سے محسوس ہوتا تھا کہ حکومت ربوہ کا ایسا نام منظور کرنا چاہتی ہے جو قادیانیوں کو بھی قابل قبول ہو۔ صدیق آباد نام میں قادیانیت کی موت کا

م تھا۔ چک ڈھگیاں انہیں اس لئے قابل قبول نہ تھا کہ اس نام سے شہر کی بجائے گاؤں کا تصور ابھرتا تھا۔ ال قادیان" یا "نیو قادیان" مسلمانوں کی دینی حمیت اور ملی غیرت کے لئے چیلنج کے مترادف تھا۔ ہمارے ں کے مطابق "نواں قادیان" کے نام کے حوالہ سے حکومت اور تجویز کنندہ ہمارے کرم فرما دینی سیاسی ماء نے غور ہی نہیں کیا تھا۔ قادیانی اپنے آبائی روحانی مرکز "قادیان" واقع بھارت کو مکہ و مدینہ سے افضل ۔ دیتے ہیں۔ قادیان کے سالانہ اجتماع کو وہ لوگ حج کا درجہ دیتے ہیں۔ بہشتی مقبرہ قادیان کو جنت ں اور جنت البقیع سے زیادہ مقدس خیال کرتے ہیں۔ مذہبی عقائد سے قطع نظر قادیان ہمارے ازلی ابدی ن بھارت کا شہر ہے۔ کیا محب وطن پاکستانی یہ پسند کریں گے کہ وطن عزیز کے کسی شہر کا نام بھارت کے شہر کے نام پر رکھا جائے؟۔ کیا لاہور کا نام نیو امرتسر اور فیصل آباد کا نام نواں چندی گڑھ رکھنا پسند کیا تا ہے؟۔ پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے۔ اگر بھارتی شہر کے نام پر پاک وطن کے کسی شہر کا نام رکھا ئے تو یہ صریحاً دو قومی نظریہ کی نفی ہو گی۔ ہماری قومی و ملی غیرت کا تقاضا یہ تھا کہ اس نام کے بارے میں بھی نہ جاتا باقی مسئلہ رہا اقلیت کے جذبات کی پاسداری کا۔۔۔۔۔ اور شہری ہونے کے ناطے ان کے ن کا۔۔۔۔۔ تو قادیانیوں نے ۱۹۷۴ء کی اس آئینی ترمیم کو تسلیم ہی کب کیا ہے؟ جو ان کے جذبات پیش نظر ربوہ کا نیا نام رکھا جاتا۔ قادیانی جماعت اکھنڈ بھارت کے الہامی عقیدے پر اسی طرح یقین رکھتی جیسے معمولی کلمہ گو عقیدہ توحید پر ایمان رکھتا ہے۔ جو اقلیت پاک سرزمین کی مٹی میں دفن ہونا پسند نہیں اور اپنے مردوں کو امانتاً دفن کرتی ہے۔ کیا انہیں یہ حق دینا ضروری ہے کہ ربوہ کے نام کی تبدیلی میں ان ئے شامل کی جائے۔

اہل اقتدار عشق سے نہیں مصلحت سے کام نکالتے ہیں۔ وارثان منبر و محراب کا یہ شیوہ نہیں کہ وہ مصلحت پسندی کا شکار ہو جائیں۔ نیت پر شک اس لئے اچھا نہیں کہ دلوں کے بھید اللہ ہی بہتر جانتے لیکن یہ کیا حسن اتفاق ہے کہ ربوہ کے نام کے حوالہ سے مولانا منظور احمد چنیوٹی اور قادیانیوں کے تجویز ناموں میں کس قدر مماثلت پائی گئی۔ چونکہ قادیانی فتنہ انگریز سامراج اور انہی کا خود کاشتہ پودا ہے۔ لہٰذا ی جماعت نے اپنے آقا کی زبان کو فراموش نہیں کیا۔ البتہ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے (New) نیو کا ترجمہ کر کے نام کو عام فہم بنانے میں خاص مہربانی کا ثبوت فراہم کیا تھا۔

؎ اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں مگر ہاتھ میں تلوار نہیں

ہم حیران ہیں کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی کو یہ نام کیونکر سوجھا؟۔ مولانا بذات خود مدتوں مدینۃ آباد ... میں مشق سخن کرتے رہے پھر جب ربوہ کے نام کی تبدیلی کا مرحلہ آیا تو سب کچھ فراموش کر کے مسیلمہ کذاب کے جانشین کے شہر کا نام قادیان تجویز فرمادیا۔ اس حسن کرشمہ سازی پر کچھ کہنے سے راقم اس لئے بھی قاصر ہے کہ ہم ان کے نیاز مندوں میں شامل ہیں اور یہ کہ اس محاذ پر ان کی خدمات کو بہر طور فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ اگر قادیانیوں کے جداگانہ تشخص کو نمایاں کرنے کے لئے مذکورہ بالا نام تجویز کیا گیا تھا تو پھر ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے مطالبہ کی کیا ضرورت تھی؟۔

ریکارڈ کی بات جھٹلائی نہیں جاسکتی۔ مولانا موصوف اس اعتراف سے انکار نہیں کر سکتے کہ نواں قادیان نام حکومت پنجاب نے انہی کی تجویز پر رکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔ جس کا نوٹیفکیشن بھی جاری کیا گیا۔ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر کے اس طنزیہ بیان پر تبصرہ کیا جائے کہ بعض مولوی ہماری مخالفت کے باوجود ہماری مدد کررہے ہیں۔ یہ بات ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ربوہ کے نام کی تبدیلی سے متعلق پنجاب اسمبلی میں متفقہ طور پر منظور ہونے والی قرارداد پر قادیانی جماعت کو جتنا افسوس ہوا تھا۔ نواں قادیان کے نوٹیفکیشن پر انہیں اس سے کہیں زیادہ خوشی ہوئی تھی۔ کیونکہ انہیں بیٹھے بٹھائے اپنے روحانی مرکز کا نام مل گیا تھا۔ جس کے بارہ میں وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

چناب نگر کے نئے نام کے بعد ربوہ کے نام کے ضمن میں کچھ مدت سے جاری ہونے والی بحث یقیناً اب ختم ہو جائے گی۔ لیکن ہمیں دکھ اور افسوس اس بات کا رہے گا کہ مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کی تحریک میں یہ پہلا موقع ہے کہ باہمی اتحاد و اتفاق کی بجائے مختلف دینی تنظیموں اور ان کے قائدین نے الگ الگ موقف اختیار کیا۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ عقیدہ ختم نبوت کی غیر معمولی اہمیت اور تحریک ختم نبوت کے پس منظر میں ماضی کی طرح روائتی اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کیا جاتا۔ دینی جماعتوں اور ان کے قائدین کو اس بات کا نوٹس لینا چاہئے کہ قادیانیوں کے پیچھے وہ کون سی طاقت ہے۔ جس کی ایماء پر نواں قادیان نام کا نوٹیفکیشن واضح یقین دہانی کے باوجود جاری کیا گیا۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ مردہ گھوڑے میں ابھی جان باقی ہے۔ قادیانی ہمارے باہمی اختلاف اور انتشار کے باعث نوٹیفکیشن جاری کروانے میں کامیاب رہے۔ ہمیں نوشتہ دیوار پڑھ لینا چاہئیے۔ آئندہ تحفظ ختم نبوت اور قادیانی مسئلہ پر دینی جماعتوں، مجلس عمل تحفظ ختم نبوت اور قائدین کو مشترکہ اور متفقہ لائحہ عمل مرتب کرنا چاہئیے۔

حکیم حاذق حضرت حکیم حنیف اللہ کا سانحہ وفات

ملک عزیز کے نامور حکیم حاذق معروف نباض و معالج' عارف باللہ حکیم حنیف اللہ صاحب ۱۹
ل ۱۴۱۹ھ بمطابق ۶ فروری بروز ہفتہ صبح سحری کے وقت نشتر ہسپتال ملتان میں انتقال فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت حکیم صاحب خاندانی طور پر حکیم تھے۔ آپ کے والد گرامی حضرت حکیم عطاء اللہ" بہت
ے نامور حکیم تھے۔ قدرت نے ان کو ظاہری و باطنی طور پر حکمتوں سے نوازا تھا۔ حضرت حکیم حنیف اللہ
حب" صحیح معنوں میں اپنے والد کے جانشین تھے۔ حکمت میں نام پیدا کیا۔ شیخ الاسلام مولانا محمد عبداللہ
ئواستی" 'حضرت مولانا مفتی محمودؒ' حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ' مولانا قاضی احسان احمد شجاع
یؒ' مولانا حافظ سید عطاء المنعم بخاری ایسے نابغہ روزگار حضرات سے آپ کے مثالی تعلقات تھے۔ حضرت
شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے خاندان سے تو آپ کے خاندانی روابط تھے۔

حضرت حکیم صاحب نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے حکم پر شادی کے بعد قرآن مجید حفظ کیا۔
ز کے بعد مغرب سے عشاء تک کم و بیش چالیس سال تک متواتر قرآن مجید نفلوں میں پڑھنے کا معمول تھا۔
ہویا حضر آپ کی تلاوت کا ناغہ ناممکنات سے تھا۔ صبح سیر کے وقت لازمی تلاوت کرتے تھے۔ طب تو خیر
کا فن تھا۔ نبض دیکھتے ہی مرض کی تفصیلات کمپیوٹر کی سکرین کی طرح ان کے سامنے آجاتی
ں۔ موجودہ اکابر میں حضرت قبلہ خواجہ خان محمد صاحب سے آپ کی نیاز مندی قابل رشک تھی۔
حبزادہ محمد عابد صاحبؒ کے وصال پر بہت دل گرفتہ تھے۔ جواں صاحبزادے منیبؒ کی وفات کا زخم بھی
مل نہ ہوا تھا۔ خان پور گئے دل کی تکلیف ہوئی گھر لایا گیا آتے ہی اہلیہ سے فرمایا کہ میرا وقت آگیا ہے۔ اب
کرنا اپنے جانشین بیٹے حکیم خلیل احمد کو کہا' والدہ اور بہنوں کا خیال رکھنا۔ ہسپتال گئے علاج بھی ہوا اور پھر
ی وقت آگیا۔ بس دیکھتے ہی دیکھتے طب اسلامی کی دہلی سے ملتان تک یادوں کے امین' روایتوں کے محافظ'
رب العزت کے حضور چلے گئے۔ اسی روز عصر کے بعد ساڑھے پانچ بجے حضرت قبلہ مولانا خواجہ خان محمد
حب دامت برکاتہم نے سپورٹس گراؤنڈ میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پورے ملتان کی دینی و سماجی قیادت
م مکاتب فکر و حلقہ عقیدت منداں جنازہ میں جمع تھے۔ سید جلال باقری قبرستان کا وہ احاطہ جو حضرت امیر
یعت" اور حضرت حکیم عطاء اللہ صاحبؒ کے خاندان کے لئے مخصوص ہے۔ اس میں مدفون ہوئے

قدرت اللہ کی قبر پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرمائے۔ آمین ادارہ لولاک حکیم صاحب مرحوم کے صاحبزادگان حکیم محمد طارق، حکیم خلیل احمد، جناب محمد خالد کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

شاہ حسین کی موت

شاہ ہو یا فقیر۔۔۔ موت ہر ایک کے لئے برحق ہے۔ ہر عنوان پر اختلاف کی گنجائش ہے۔ لیکن موت پر آج تک کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ اردن کے شاہ حسین مطلق العنان شاہ تھے۔ انہوں نے ایک طویل مدت تک اقتدار کے مزے لوٹے۔ کچھ مدت پہلے کینسر جیسی موذی مرض میں مبتلا ہوئے۔ اسی کے سبب راہی عدم ہوئے۔

؎ کس کی بنی ہے اس عالم ناپائیدار میں

شاہ حسین کی ذات متنازعہ غیر رہی ہے۔ ان کی شخصی زندگی کے حوالہ سے بہت کچھ لکھا اور کہا گیا ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ مرحوم نے اردن کی تعمیر و ترقی اور عوام کی فلاح کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں ہیں۔ شاہ حسین کی آخری رسومات میں امریکہ کے چاروں صدور کی شرکت اور جنوبی ذرائع ابلاغ کی تشہیر سے مغربی دنیا اور شاہ حسین کے تعلقات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ شاہ حسین کے امریکہ و برطانیہ سے اس قدر گہرے تعلقات تھے کہ عرب دنیا کے اندر وہ واحد حکمران تھے۔ جنہیں امریکہ و برطانیہ کا خصوصی اعتماد حاصل تھا۔ اسی سے محسوس کیا جاسکتا ہے کہ شاہ حسین کے کردار نے عربوں کو کس قدر ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ آج اسرائیل کے مقابل عرب بے وقعت نظر آرہے ہیں تو اس کی وجہ عربوں کا باہمی نفاق اور عرب قیادت میں شاہ حسین جیسے رہنماؤں کا وہ کردار ہے جس کے باعث انہیں ذلت اور خفت اٹھانا پڑ رہی ہے۔ امریکہ کی مکاری اور عیاری کا اس بات سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ جمہوریت کا چیمپئن اور جمہوری ممالک سے دوستی کا خواہاں رہتا ہے۔ لیکن جہاں اس کے مفادات کا مسئلہ ہو وہاں اسے شہنشاہیت اور بادشاہت بھی محبوب ہے۔ آج عالم اسلام کو اتنا نقصان غیروں نے نہیں پہنچایا جتنا نقصان خود اپنوں کے کردار کی وجہ سے ہوا ہے۔ امریکہ و برطانیہ کی حاشیہ برداری کی بجائے اہم امر کی ہے کہ باہمی اتحاد کو فروغ دیا جائے۔ مسلمانوں کے پاس نہ تو وسائل کی کمی ہے نہ فقدان ہے نہ سرمائے کی قلت ہے۔ فقط خلوص نیت اور باہمی اتحاد کی ضرورت ہے۔ اگر مسلم ممالک کے حکمران اپنی اپنی جگہ شاہ حسین بننے لگے تو عالم اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے امریکہ و برطانیہ کو زیادہ

ے کی۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ حسین نے مرنے سے پہلے نامزد ولی عہد کو ہٹا کر اپنے بر طانوی
کا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ کیونکہ امریکہ اور مغربی دنیا شاہ حسین کے بھائی حسن کو اپنے لئے
سمجھتے تھے۔ ان کا ایک قصور یہ بھی تھا کہ انہوں نے پاکستانی خاتون سے شادی کر رکھی تھی۔
ہنما جب تک مغرب اور بالخصوص امریکہ کی اس غلامی سے نجات نہیں پائیں گے ان کے
مسدود رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ عالم اسلام کو اتحاد نصیب فرمائے۔ آمین۔

قاری بشیر احمد کا سانحہ ارتحال

لولاک کی کاپیاں پریس جارہی تھیں کہ ہری پور ہزارہ سے یہ اطلاع موصول ہوئی کہ جامع
ٹ کے خطیب اور ہزارہ کے معروف دینی رہنما مولانا قاری بشیر احمد قضائے الٰہی سے وفات
، انا الیہ راجعون۔
بشیر احمد جوان سال خطیب تھے۔ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور عظمت صحابہؓ ان کی زندگی کا اہم
صاحب مولانا فضل رازق مرحوم کے چھوٹے بھائی تھے۔ ان کی وفات کے بعد قاری محمد
میں اترے اور بہت ہی کم عرصہ میں انہوں نے اپنی صلاحیتوں کی بدولت علاقے بھر میں نام
مد بشیر نڈر 'بے باک' حق گو خطیب تھے۔ ان کی وفات سے یقیناً جو خلا پیدا ہوا ہے وہ پر ہونا
ی دعا ہے کہ اللہ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل
ے

حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی کو صدمہ

مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ ور ہنما حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی کی والدہ محترمہ کا
۱۹۹ء کی درمیانی شب انتقال ہو گیا۔ اللہ رب العزت مرحومہ کی مغفرت فرمائیں اور
جمیل کی نعمت سے وافر حصہ نصیب ہو۔ ادارہ لولاک اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبو... نے
اور ہنما مولانا کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔

شامیں اداس اداس صبحیں بجھی بجھی

آہ! حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عابد صاحبؒ

(مولانا) اللہ وسایا

حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عابد صاحب ۱۵ شوال ۱۴۱۹ھ بمطابق ۲ فروری ۱۹۹۹ء بروز منگل دن دس بج کر چالیس منٹ پر ملتان میں انتقال فرماگئے۔ ﴿انا لله وانا اليه راجعون﴾

حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عابد صاحبؒ قطب دوران حضرت مولانا محمد عبداللہ ؒ (المعروف حضرت ثانیؒ) سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کے لخت جگر اور نور نظر تھے۔ ۱۹۴۵ء میں سلیم پور ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ تقسیم سے کچھ عرصہ قبل والدہ مرحومہ کے ساتھ حضرت والد صاحبؒ کی خدمت میں خانقاہ سراجیہ آگئے۔ یہاں کے نورانی ماحول میں آپ نے بچپن کا معصوم دور گزارا۔ سمجھ بوجھ پیدا ہوئی تو آپ کو حضرت ثانیؒ نے خانقاہ سراجیہ کے مدرس حافظ عبدالرشید کے ہاں تعلیم کے لئے بٹھادیا۔ یوں ان سے آپ کے قاعدہ کی بسم اللہ ہوئی۔ مخدوم پور پہوڑان کے مولانا عبدالغفور اور باگڑ سرگانہ کے مولانا امان اللہ صاحب بھی خانقاہ سراجیہ میں قرآن مجید کے مدرس تھے۔ ان اساتذہ سے آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔ (بھوئی گارڈ میں بھی کچھ عرصہ کے لئے پڑھتے رہے۔) قرآن مجید حفظ کررہے تھے کہ حضرت ثانیؒ کا ۱۹۵۶ء میں وصال ہوگیا۔ تو خانقاہ سراجیہ کے موجودہ سجادہ نشین، شیخ المشائخ حضرت قبلہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے زیر سایہ قرآن مجید حفظ کی تکمیل کی۔

اس زمانہ کا ایک واقعہ حضرت حاجی محمد شریف صاحب کوٹلہ مغلاں حال بر منگھم نے سنایا کہ حضرت حافظ محمد عابد صاحب قرآن مجید حفظ کررہے تھے تو ایک دن والد صاحبؒ نے بلاکر بھری مجلس میں کہا کہ عابد بیٹا رکوع سناؤ۔ تو صاحبزادہ صاحب نے اتفاق سے رکوع وہ تلاوت کردیا جس میں سجدہ تلاوت تھا۔ تلاوت کے بعد حضرت ثانیؒ نے فرمایا کہ عابد بیٹا نے رکوع تو سنایا مگر سب کو سجدہ میں ڈال گیا۔

اسی زمانہ کا ایک واقعہ حضرت صاحبزادہ کے فرزند نسبتی اور بھانجے محمد آصف نے بتایا کہ ایک دن میں نے پوچھا ماموں آپ نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی بھی زیارت کی۔ تو فرمایا کہ ہاں ایک دفعہ حضرت شاہ صاحبؒ قبلہ والد صاحبؒ سے ملنے کے لئے خانقاہ سراجیہ تشریف لائے تھے۔ میں

تا تھا۔ شاہ صاحبؒ نے مجھے بلا کر گود میں لیا اور تھپکی دے کر فرمایا کہ میاں صاحبزادہ صاحب میں نے آپ بہت اچھی تلاوت کرتے ہیں۔ تلاوت تو سناؤ۔ تو میں (صاحبزادہ محمد عابد) نے بچپن میں سادگی ۔ حضرت میں نے سنا ہے کہ آپ بہت اچھی تقریر کرتے ہیں۔ آپ تقریر سنائیں۔ میں تلاوت سنا ۔ اس پر شاہ صاحبؒ بہت ہنسے۔ بس حضرت امیر شریعتؒ سے اتنی ملاقات یاد ہے۔

حضرت ثانیؒ کی بستی و برادری کے حضرات تقسیم کے بعد خانیوال کے قریب آکر آباد ۔ مینیں الاٹ ہوئیں۔ مکانات بن گئے۔ بستی آباد ہوگئی تو حضرت ثانیؒ کے وصال کے بعد موجودہ قبلہ خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے بستی سراجیہ خانیوال میں حضرت صاحبزادہ محمد بؒ کے لئے مکان بنوادیا۔ اپنی ہمشیرہ اور والدہ کے ہمراہ مکان مکمل ہونے کے بعد یہاں منتقل یک دوست نے بتایا کہ حضرت ثانیؒ نے فرمایا کہ میں نے سیم و زر محمد عابد کے لئے کوئی نہیں چھوڑا۔ ر صلاحیت ہوئی تو دین و دنیا' دولت و عزت کی اسے کمی نہیں ہوگی۔ سلیم پور لدھیانہ کی زمین کے ستی سراجیہ میں جو چند ایکڑ الاٹ ہوئے انہی پر گزر بسر تھا۔

دارالعلوم کبیروالا کے بانی و صدر مہتمم حضرت مولانا عبدالخالق صاحبؒ خانقاہ سراجیہ کے بانی اعلیٰ السعد احمد خانؒ سے بیعت اور حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ اسی تعلق کی رت قبلہ خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے اپنے مرشد زادہ صاحبزادہ محمد عابد صاحب کو دار والا میں داخل کرادیا۔ آپ نے اکابر اساتذہ کی زیر نگرانی و سرپرستی میں ابتدائی چند سال کی تعلیم ۔ اس کے بعد صحت و حالات نے بقیہ تعلیم کا موقعہ نہ دیا۔

راجیہ سے تعلق

حضرت صاحبزادہ محمد عابد صاحب نے اپنے والد مرحوم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خانقاہ اپنا دیرینہ تعلق نہ صرف بحال رکھا بلکہ اسے مزید مستحکم کیا۔ حضرت قبلہ خواجہ خان محمد صاحب تہم نے شفقتوں اور محبتوں سے نوازا۔ اور اپنے شیخ حضرت ثانیؒ کے صاحبزادہ ہونے کے ناتے سے ان میں نکھار پیدا کیا۔ اپنے حقیقی بیٹوں کی طرح مقام بخشا۔ یہی وجہ ہے کہ صاحبزادہ محمد عابد لے صاحبزادہ عزیز احمد' صاحبزادہ خلیل احمد' صاحبزادہ رشید احمد' صاحبزادہ سعید احمد' اور جناب جیب احمد صاحب سے نہ صرف مثالی بھائیوں جیسے تعلقات تھے۔ بلکہ جماعتی' ذاتی' گھریلو' برادری

وخانقاہی تمام معاملات میں سب صاحبزادگان جناب صاحبزادہ محمد عابد صاحب کی رائے کو ترجیح دیتے تھے۔ان کے مشورہ کے بغیر قدم نہ اٹھاتے تھے بلکہ اپنے والد گرامی قبلہ حضرت خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے بھی بعض ہدایات ورہنمائی واجازت کے لئے صاحبزادہ محمد عابد صاحب کو وسیلہ بناتے تھے۔ اور صاحبزادہ محمد عابد صاحب کا بھی یہ کمال تھا کہ وہ حضرت دامت برکاتہم کے چشم وابرو کے اشارہ پر جان چھڑکتے تھے‘عشق کی حد تک اپنے شیخ سے تعلق تھا۔دنیاو آخرت کی فلاح وہ اپنے شیخ کی خدمت واطاعت میں سمجھتے ہیں۔ حضرت دامت برکاتہم کی نگاہ کرم اور صاحبزادہ محمد عابد صاحب کی نیاز مندی وفرمانبرداری نے ان (صاحبزادہ صاحب) کو کندن بنادیا تھا۔

حضرت مولانا عبدالخالق صاحبؒ کے وصال کے بعد آگے چل کر حضرت مولانا عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا منظور الحقؒ میں دارالعلوم کبیر والا کے بعض انتظامی مسائل پر اختلاف رائے ہوگیا۔ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم اور حضرت ثانیؒ کا ہندوستان میں سلیم پور لدھیانہ گاؤں ایک تھا۔برادری ایک تھی۔ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم‘حضرت صاحبزادہ محمد عابد صاحبؒ کے استاذ بھی تھے۔ لیکن صاحبزادہ صاحب کا جھکاؤ حضرت مولانا منظور الحقؒ کی رائے مبارک کی طرف تھا۔ایک دن حضرت قبلہ خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے ہمراہ صاحبزادہ محمد عابد دارالعلوم آئے۔ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم سے ملے تو حضرت مولانا نے خوش طبعی میں صاحبزادہ صاحب کو فرمایا آیئے میرے بیت المقدس۔ حضرت حافظ عبدالرشید صاحب چیچہ وطنی والوں نے کہا کہ نہیں حضرت بیت المقدس نہیں بلکہ قبلہ وکعبہ۔تو حضرت مولانا عبدالمجید صاحب نے مسکراکر فرمایا۔کہ بیت المقدس اس لئے کہا کہ کبھی کبھی اس پر دوسروں کا قبضہ ہو جاتا ہے۔ یہ تو جملہ معترضہ ہوا۔ مجھے عرض یہ کرنا ہے کہ حضرت قبلہ خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے اس اختلاف کے زمانہ میں فرمایا کہ مجھے حضرت مولانا عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم سے اسلئے محبت ہے کہ یہ میرے شیخ کے گاؤں اور برادری کے ہیں۔

اگر حضرت قبلہ‘اپنے شیخ سے نسبت والوں کا اتنا لحاظ فرماتے ہیں تو اپنے شیخ کے صاحبزادہ کا کتنا خیال فرماتے ہوں گے۔راقم عرض گزار ہے کہ ۱۹۷۳ء سے میرا قبلہ حضرت اقدس دامت برکاتہم سے جماعتی طور پر غلامی ونیاز مندی کا تعلق ہے۔اس طویل عرصہ میں کبھی ایسے نہیں ہوا کہ حضرت قبلہ نے

زادہ محمد عابد صاحب کو عابد صاحب یا حافظ صاحب کہہ کر مخاطب فرمایا ہو۔ بلکہ جب مخاطب کرنے کی ت پڑتی' صاحبزادہ محمد عابد صاحب کہہ کر مخاطب فرماتے۔ اور جناب صاحبزادہ صاحب نے بھی ت واحترام کی ایک مثال قائم کردی تھی۔ جنون کی حد تک اپنے شیخ سے عشق تھا اور حضرت دامت م بھی اس طرح اعتماد فرماتے تھے کہ جب کہیں اندرون وبیرون ملک کے سفر پر جانا ہوتا۔ کوئی ساتھی طلب کرتا یا پروگرام پوچھتا تو بارہا حضرت اقدس سے سنا' فرماتے کہ میرے امیر صاحبزادہ حافظ محمد عابد ب ہیں۔ ان کو پتہ ہوگا جو وہ کہیں گے اسی پر عمل ہوگا۔

بزادہ محمد عابد صاحب کا حرمین شریف سے عشق

مولانا گل حبیب لورالائی نے بتایا کہ حضرت صاحبزادہ محمد عابد صاحب نے فرمایا کہ مجھے حرمین ن جانے کا بے حد شوق تھا۔ مگر سبیل نہ بنتی تھی۔ اس پریشانی کے عالم میں حضرت شیخ الاسلام مولانا سف بنوریؒ سے اپنی مشکل عرض کی۔ حضرت بنوریؒ نے فرمایا کہ سورۃ حج کی روزانہ تلاوت کیا کریں۔ ابالبیت پر وقفہ کرکے دعا کیا کریں۔ اور پھر سورۃ کو مکمل کیا کریں۔ ایک خوبصورت لفافہ دم ، دیا کہ اس میں حج کے لئے جو رقم میسر آئے ڈالتے جائیں۔ جب موسم حج قریب آیا تو دعا کی کہ یااللہ جو ر سکتا تھا کردیا۔ آگے کا کام میرے بس میں نہیں۔ صاحبزادہ فرماتے تھے کہ ایسا راستہ کھلا کہ ۱۹۷۴ء ۱۹۹ء تک ناغہ نہیں ہوا۔ بلکہ ۱۹۸۵ء سے تو یہ کیفیت ہوگئی کہ سال میں حج کے علاوہ دوبار مزید عمرہ لئے حاضری کی سعادت نصیب ہوجاتی۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے خانقاہ سراجیہ کے متعلقین کے نوجوانوں میں حرمین شریفین کی ی کا جذبہ ایک تحریکی انداز میں بھردیا تھا۔ بلاشبہ سینکڑوں نوجوانوں کو حج وعمرہ کے لئے بھجوایا۔ کئی وں کو اپنے قافلہ میں ساتھ لے کر گئے۔ حضرت اقدس خواجہ خان محمد صاحب کی سرپرستی اور زادہ کی رفاقت نے ان نوجوانوں کو کندن بنادیا۔ چیچہ وطنی کے جناب حاجی محمد ایوب نے بتایا کہ ایک بار حضرت صاحب کے ساتھ حج پر گیا۔ اگلے سال صاحبزادہ تشریف لائے اور فرمایا کہ اس سال بھی تیاری میں نے عرض کیا کہ رقم نہیں۔ فرمایا شناختی کارڈ تو ہے۔ میں نے عرض کی ہاں' وہ تو ہے۔ فرمایا لاؤ' ے فوٹو اور شناختی کارڈ کی نقل لی اور میری رقم کا خود ہی اہتمام کرکے داخلہ بھجوادیا۔ جس دن میرے پاس ؤ گئی۔ میرے کہنے پر بتادیا کہ جاکر فلاں دوست کے پاس جمع کرادو۔ یوں قدرت نے صاحبزادہ صاحب

کو سبب بنا کر دوبارہ حج پر جانے کی سبیل پیدا فرمادی۔

مولانا گل حبیب نے بتایا کہ پچھلے سال ۱۹۹۸ء میں مجھے فرمایا کہ حج کی تیاری کرو۔ میں نے عرض کیا کہ میرے جو وسائل ہیں ان کو سامنے رکھ کر تو میں حج کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ پردہ غیب سے اہتمام فرمادیں' تو ان کے سامنے بعید نہیں۔ مولانا گل حبیب کہتے ہیں کہ حج کی درخواستوں کی تاریخ گذر جانے کے بعد ۲۴ شعبان کو صاحبزادہ صاحب نے جناب احمد خان بزدار کو فون کیا کہ مولانا گل حبیب کو کہیں کہ اسلام آباد جاکر فلاں آدمی کو وزارت حج میں ملیں۔ سپیشل کوٹہ سے درخواست فارم لے کر جمع کرائیں۔ بزدار صاحب نے کہا کہ مولانا کے پاس تو رقم نہیں' تو فوراً فرمایا کہ پچاس ہزار تو اپنی طرف سے مولانا کی مدد کرو۔ مزید پچیس ہزار مولانا قرض لے کر جائیں اور درخواست جمع کرائیں۔ یوں مولانا کا حج کرادیا۔ بعد میں قرض بھی آہستہ آہستہ کر کے اتر گیا۔

صاحبزادہ صاحب کی عادت مبارکہ تھی کہ سفر حج وغیرہ کے لئے کسی کو خازن مقرر کر دیتے تھے۔ حاجی ایوب فرماتے ہیں کہ مجھے سفر حج میں خازن مقرر کیا۔ فرمایا کہ جب رقم کی ضرورت ہو مجھ سے لے لیا کریں۔ جیب کی رقم گننا نہیں' ضرورت کے تحت نکالتے جائیں اور خرچ کرتے جائیں۔ حساب رکھنے کی بھی ضرورت نہیں' جتنے حج کے ساتھی ہیں سب کی پسند کی تمام اشیاء فریج میں سٹاک ہوں۔ جس کو جب جو چاہے بغیر اجازت کے فریج کھول کر استعمال کر سکتا ہے۔ کسی کی پسند کی چیز فریج میں کسی وقت نہ ہوئی تو تمہاری جواب طلبی ہو جائے گی۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ اتنا فیاض و دریادل آدمی میں نے نہیں دیکھا۔

چیچہ وطنی کے جناب عبداللطیف خالد چیمہ فرماتے ہیں کہ انڈیا کے سفر میں مجھے خازن بنایا۔ چیمہ صاحب کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حج پر گیا۔ میری جیب کٹ گئی۔ پاسپورٹ کے علاوہ سب کاغذات و نقدی غائب ہو گئی۔ بہت پریشان تھا اتنے میں حضرت صاحبزادہ صاحب مل گئے۔ علیک سلیک کے بعد پریشانی کی وجہ پوچھی۔ میرے بتانے پر فرمایا۔ طواف سے فارغ ہو کر سامنے فلاں جگہ پر آجائیں۔ میں گیا تو اتنی رقم میری جیب میں ڈال دی کہ میری تمام پریشانی کافور ہو گئی۔

حج سکیم

محترم صاحبزادہ صاحب کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا رکن نامزد کیا گیا۔ نہ

خیال آیا؟ کہ ایک دن فرمایا کہ ہمہ وقتی کام کرنے والے علماء کرام مبلغین حضرات میں سے کچھ ایسے ہیں جو حج کی استطاعت نہیں رکھتے۔ یہ حضرات عمر بھر ختم نبوت کے مقدس مشن کے لئے ...یں اور صاحب ختم نبوت ﷺ کی خدمت میں حاضری نہ ہو۔ سمجھ نہیں آتا۔ فکر مند ہوں کچھ کرنا ...ھ عرصہ کے بعد فرمایا کہ حضرت قبلہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم سے منوالیا ہے کہ ...و ساتھیوں کے حج پر جانے کا وہ اہتمام فرمائیں گے۔ شرط یہ ہے کہ تمام ساتھی باری باری قرعہ ...ے جائیں گے۔ جس نے پہلے حج کیا ہوا ہے اور جس کی مدت ملازمت پانچ سال سے کم ہے وہ قرعہ ...ں شامل نہیں ہوں گے۔ پہلے سال حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب خطیب صدیق آباد (چناب ...رکزی دفتر سے جناب رانا محمد طفیل جاوید کو ساتھ لے کر گئے۔ دوسرے سال بجائے دو کے تین ...ں منظوری کرائی۔ حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی، حضرت مولانا جمال اللہ، حضرت مولانا فقیر ...ذشتہ سال حج پر گئے۔ اس سال حضرت حافظ محمد ثاقب، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، اور ...مدنی کا قرعہ فال نکلا ہے۔

حضرت حافظ صاحب نے قبلہ حضرت اقدس کے ساتھ اپنی درخواست جمع کرائی تھی۔ جو منظور ...۔ رمضان شریف کے عمرہ کے لئے ویزا بھی لگ گیا تھا۔ عمرہ بیماری کے باعث اور حج سفر آخرت ...اس سال کا نہ ہو سکا۔ ارادہ و تیاری تھی جب تک حج ہوتا رہے گا ان کو ثواب ملتا رہے گا۔ جو ساتھی ...ائی سے گئے یا جائیں گے ثواب میں قبلہ حضرت صاحبزادہ بھی برابر کے شریک رہیں گے۔ وفات ...ورات قبل ڈاکٹر عنایت اللہ کو فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب علاج اس قدر کرو کہ میں حج پر جاسکوں۔ حج ...تا ہے۔

راقم صاحبزادہ سے مذاقاً عرض کرتا تھا کہ جب عالم ارواح میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں لئے پکارا تو آپ کی روح نے وقفہ و سکتہ کے بغیر لبیک لبیک کہنا شروع کر دیا ہوگا۔ تبھی تو آپ اتنی ...ی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ آبدیدہ ہو جاتے اور فرماتے اس ذات باری تعالیٰ کریم ورحیم کا فضل ...ہ میں تو اس قابل نہ تھا"۔ یہ حضرت قبلہ سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم کی ایک نظم کا مصرعہ ہے کے کئی اشعار سنا دیتے۔

...بوی ﷺ

محترم حضرت صاحبزادہ صاحب کو رحمت دو عالم ﷺ کی ذات اقدس سے اتنا عشق تھا کہ آپ

ﷺ کا ذکر مبارک آتے ہی فریفتہ ہو جاتے' ذکر مبارک آتے ہی وہ اس میں محو ہو جاتے۔ گم ہو جاتے۔ پھر وہی مبارک تذکرہ ہی موضوع سخن بن جاتا۔ اچھے شعراء کی نعتوں کو سننا ان کا معمول تھا۔ کسی اچھی آواز والے ساتھی کا پتہ چلتا تو اس سے فرمائش کر کے نعتیں سنتے اور سر دھنتے۔ مولانا فقیر اللہ اختر' حافظ محمد شریف کی آواز پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ نعتوں کی کیسٹ بھی ساتھ رکھتے تھے۔

ختم نبوت کے کاز سے محبت بھی عشق نبوی ﷺ کی دلیل ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے دل وجان سے فدا تھے۔ مجلس کے کاموں کے لئے فکر مند رہتے تھے۔ قدرت نے ان کو فکر رسا ذہن نصیب فرمایا تھا۔ سکیمیں تیار کرتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ مرکزی دفتر میں عصر کی نماز مسجد کے برآمدہ میں پڑھی گرمی کا موسم تھا۔ فراغت کے بعد کمرہ میں آئے تو فرمایا کہ مسجد کے صحن میں نماز کا اہتمام کریں گرمی میں عصر' مغرب' عشا' فجر چار نمازیں صحن میں پڑھی جاسکتی ہیں۔ صحن میں پنکھوں کا اہتمام میں کرتا ہوں۔ دوچار دوستوں کو متوجہ کر دیا۔ حاجی معراج دین صاحب کو حکم فرمایا الیکٹریشن بلوایا۔ پائپ لگوائے فٹنگ کرائی اور نمازیں صحن میں شروع کرادیں۔ اس طرح جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی صدیق آباد (چناب نگر) کے صحن میں پنکھوں کا اہتمام کرنے کا فکر ہوا۔ میاں بابر عنایت فیصل آباد والوں کو پنکھوں کا حکم فرمایا۔ لاہور سے پائپ منگوائے مستری اور الیکٹریشن کا کام فقیر کے ذمہ لگایا۔ ہفتہ عشرہ میں پنکھے چالو ہو گئے۔ نماز کے علاوہ گرمی میں حفظ قرآن کی کلاسیں بھی وہاں لگتی ہیں۔ اور رات کو مدرسہ کے بچوں کے آرام کا بھی سامان ہو گیا۔

ایک دفعہ سردی میں عشا کی نماز پڑھی تو خیال ہوا کہ مسجد میں صفوں پر دریوں کا اہتمام ہونا چاہئے۔ دفتر مرکزیہ' صدیق آباد مسلم کالونی' مسجد محمدیہ' اسٹیشن صدیق آباد کے لئے عام نمازوں میں جتنی صفیں ہوتی ہیں اتنی صفوں کے لئے دریوں کا ملتان کے خاکوانی اور دیگر دوستوں کو متوجہ کر کے اہتمام کر دیا۔

اس دفعہ صدیق آباد میں کورس ہو رہا تھا۔ شرکاء کورس کے لئے دعوت کا اہتمام کیا۔ بیماری کے باعث ویگن میں لیٹ کر تشریف لائے۔ شرکاء کورس کو کھانا کھلایا بہت خوش ہوئے۔ واپس لاہور گئے تو دوستوں کو بار بار کہتے کہ مہمانان رسولؐ مقبول کی زیارت وخدمت کر کے بہت سکون پایا ہے۔ رحمت دو عالم ﷺ کے دشمنوں کے شہر میں مہمانان رسولؐ اور وہ بھی آپ ﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کی تیاری وفکر کے لئے جمع ہیں۔ ان کی خدمت وزیارت تو ایمان کا حصہ ہے۔ ایسی سحر انگیز گفتگو فرمائی کہ سننے والے آبدیدہ ہو گئے۔ کچھ دنوں بعد پھر دعوت کا اہتمام کیا۔ راقم ان دنوں وہاں تھا۔ فرمایا کہ مرغ پلاؤ اور زردہ سے شرکاء کی دعوت کریں۔ تم (مجھے فرمایا) بخیل ہو۔ اس رقم کو دو دن کے کھانے کے لئے بچت کر دو گے۔ ایسے نہیں

۔ آپ زردہ پلاؤ تیار کر کے نمونہ ٹفن میں ڈال کر بھائی محمد طفیل کو بھیجیں مجھے لاہور میں آکر چیک
جائے۔ اور رقم بھی لے جائے۔ فقیر نے ایسے کیا جب زردہ دیکھا کہ سادہ پکایا ہے بادام کشمش گری
ڈالی تو بہت ہنسے اور فرمایا کہ مولوی صاحب نے پھر ہاتھ دکھادیا ہے۔ رقم بچالی ہے یہ کل کے کھانے پر
کریں گے۔

جب صدیق آباد تشریف لائے تو فیصل آباد کے ایک دوست کو حکم فرمایا کر زنانہ کپڑا لا کر
۔ میں پڑھنے والی بچیوں میں تقسیم کردو۔ راقم نے عرض کیا کہ مسافر بچیاں تو ہمارے ہاں نہیں ہیں۔
بچیاں پڑھتی ہیں اور وہ سب متمول ہیں۔ ہاں البتہ ہمارے ہاں مسافر طلباء پڑھتے ہیں۔ چھ صد میٹر ان
لئے کپڑا چاہیئے۔ مولانا غلام مصطفیٰ خطیب وانچارج جامع مسجد ومدرسہ و مبلغ کو بلا کر فرمایا کہ یہ چند زنانہ
رکھ لو۔ غریبوں میں تقسیم کر دینا۔ مجھے فرمایا کہ طلباء کے لئے کپڑا خریدنا نہیں۔ اس کا اہتمام بھی میں
گا۔ ایک دن لاہور سے فون آیا کہ اہتمام ہو گیا ہے۔ کپڑا بھجوا رہا ہوں۔ خود پہنچوایا اور تقسیم کی تفصیل
بہت خوش ہوئے۔ جیسے کوئی اپنی اولاد کو عید کے کپڑے دیکر خوش ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی کہیں
۔

اس سال طبیعت ٹھیک نہ تھی سالانہ ختم نبوت کانفرنس صدیق آباد کی تاریخ آگئی۔ آپ کے فرزند
آصف کا بیان ہے کہ ہم نے عرض کیا کہ آپ سفر کی پوزیشن میں نہیں آپ کی طبیعت سفر کی متحمل
۔ فرمایا کہ ہمارے بزرگ مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے اپنے جواں سال اکلوتے صاحبزادے زین
ین کا جنازہ چھوڑ دیا تھا مگر ختم نبوت کے پروگرام کو نہیں چھوڑا تھا۔ میں ہر حال میں جاؤں گا۔ چاہے
کا کچھ بھی ہو جائے۔ یہ آپ کا عزم جواں مرداں تھا۔ نہ صرف تشریف لائے بلکہ اپنی صاحبزادی کے
تقریب بھی کانفرنس کے موقعہ پر کر ڈالی۔ کہ اس مبارک اجتماع کے صدقے اللہ میاں اس کام میں
کت ڈالیں گے۔ اس کانفرنس کے لئے باگڑ سرگانہ اور خانیوال بستی سراجیہ کے دوستوں کو کہہ
بسیں تیار کرواتے۔ نوجوانوں کی میٹنگ کر کے ان کی ڈیوٹی لگاتے کہ آپ نام لکھیں کرایہ جمع کریں۔
س کی بکنگ کرائیں۔ آپ راشن خریدیں۔ آپ پہلے جا کر ٹینٹ مخصوص کرائیں۔ غرضیکہ سب کی
علیحدہ ڈیوٹی لگاتے۔ پھر جو ساتھی حاضر نہ ہو سکتا اس پر غصہ ہوتے اور فرماتے کہ میاں ہماری دوستی تو
ت کی وجہ سے ہے۔ اگر آپ اس میں کوتاہی کریں گے تو ہمارا آپ سے کوئی تعلق نہیں۔ جب تک وہ
کے لئے وعدہ نہ کرلیتا اسے معافی نہ ملتی۔

لاہور کے محترم ملک فیاض صاحب کو آمادہ کیا کہ وہ ختم نبوت کے کیلنڈر شائع کیا کریں۔ خود بھی دوستوں کو متوجہ کرتے اور ملک صاحب کی پشتبانی بھی کرتے۔ خود ہر سال خوبصورت عمدہ دیدہ زیب کیلنڈر شائع کر کے ملک بھر کے جماعتی حلقہ کو بھجواتے۔ مجلس کا نام ہوتا اور ایک پیسہ بھی مجلس کے فنڈ سے اس پر خرچ نہ ہونے دیتے۔ اس سال جیبی سائز کے خوبصورت کیلنڈر شائع کرائے۔ دعاؤں کے خوبصورت چارٹ پر سال کا کیلنڈر لگوا کر تقسیم کرانے کا اہتمام فرمایا۔

غرض ہمہ وقت وہ مجلس کے کام وکاز کو وسعت دینے کے لئے فکر مند رہتے۔ مجلس کے ایک ایک کام کی نگرانی وخدمت سرانجام دیتے۔ مگر کیا مجال ہے کہ کبھی چودھراہٹ کا یا کریڈٹ کا خیال آیا ہو۔ مخدوم ہو کر خدمت کرنا ان پر بس تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو بقعہ نور بنائے۔ اتنے واقعات ذہن کی سکرین پر جمع ہو رہے ہیں کہ اگر ان کو لکھنا شروع کیا تو مضمون زیادہ طویل ہو جائے گا۔

آپ کے بہنوئی جناب چوہدری محمد یوسف صاحب اور چچازاد بھائی جناب چوہدری محمد امین نے بتایا کہ لاہور میں جب آپ زیر علاج تھے ایک دفعہ بیماری کے حملہ سے آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ کافی دیر بعد جب ہوش آیا تو سب سے پہلے فرمایا کہ میرے سرہانے ختم نبوت کا کیلنڈر رکھ دو تاکہ دوست آئیں تو تقسیم کر سکوں۔ ہفت وار ختم نبوت کراچی کے لئے دوستوں کو ترغیب دینا' ماہنامہ لولاک کے خریدار بنانا۔ باگڑ میں مجلس کا ہر ماہ جمعہ مقرر کرنا۔ غرض کون کون سی کس کس بات کو لکھا جائے۔

ڈھونڈیں ہم نقوش سبک رفتگاں کہاں
اب گرد کارواں بھی نہیں کارواں کہاں

گراں گذرتا تھا جن سے جدا ہوناد و چار لمحے
ہائے افسوس کہ بغیر ان کے اب عمریں بسر ہوں گی

عجیب وغریب

جناب محمد اسحٰق خان خاکوانی صاحب کے حوالہ سے ایک دوست نے بتایا کہ ایک دفعہ حضرت قبلہ خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے ٹرین کے ذریعہ ملتان تشریف لانا تھا۔ پیشوائی کے لئے صاحبزادہ محمد عابد صاحب رات کو ملتان آگئے۔ رات کو میرے ہاں قیام فرمایا۔ صبح فرمایا کہ ٹرین کا وقت ہو گیا ہے گاڑی نکالو۔ میں نے عرض کیا کہ عمرہ سے مہمان آرہے ہیں قبلہ حضرت اقدس کو لینے والے بیسوں اسٹیشن پر

ہوں گے۔ مگر ان مہمانوں کا نظم صرف مجھے کرنا ہے۔ مجھے اجازت ہو تو میں گاڑی لے کر ایئرپورٹ چلا جاؤں۔ آپ حضرت قبلہ کو لے آئیں۔ پھر مکان پر جمع ہو جائیں گے۔ فرمایا بہت اچھا میرے ساتھ بیٹھ گئے۔ عزیز ہوٹل کے قریب فرمایا کہ مجھے رکشہ پر بٹھادو۔ میں نے گاڑی روکی وہ رکشہ میں سوار ہوتے ہوئے فرمانے لگے کہ ایئرپورٹ ضرور جاؤ مگر تمہارے مہمان اتریں گے نہیں۔ میں اسے مذاق سمجھا۔ ایئرپورٹ پر چلا گیا اعلان ہو گیا۔ سواریاں جانے والی اندر چلی گئیں ان کو بورڈنگ کارڈ مل گئے۔ جہاز آگیا رن وے پر گاڑیاں دوڑنے لگیں جہاز فضا میں چکر کاٹتا نظر آنے لگا۔ اترنے کے لئے اس کی سطح کم ہوتی گئی مگر یکدم اس نے اوپر کی طرف پرواز کی اور کراچی کے لئے واپس ہو گیا۔ ادھر اعلان ہو گیا کہ فنی خرابی سے جہاز واپس جا رہا ہے۔ میں نے گاڑی دوڑائی اسٹیشن پر گیا۔ ریل گاڑی آنے میں دیر تھی۔ صاحبزادہ نے مجھے دیکھتے ہی مسکرا کر فرمایا کہ مہمان لے آئے ؟۔ میرے جواب سے پہلے موضوع تبدیل کر دیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم' محترم صاحبزادہ کے پاسپورٹوں کی ضرورت پڑی۔ صاحبزادہ نے کہا کہ دفتر میں ہیں۔ دفتر کا کونہ کونہ چھان مارا مگر نہ ملے۔ صاحبزادہ کا اصرار تھا کہ ریکارڈ روم' سیف' فائلیں تلاش کریں۔ دفتر میں میں نے رکھوائے تھے۔ تلاش بسیار کے بعد مایوسی ہو گئی۔ تو صاحبزادہ نے شام کو فون کر کے مجھے فرمایا کہ حضرت آپ خود تلاش کریں۔ رفقاء جلد بازی میں مکمل تفتیش نہیں کرتے۔ آپ خود چیک کریں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے حامی بھر لی۔ دوسرے روز نماز کے بعد خلاف معمول جلدی دفتر آگیا۔ چابیاں منگوائیں اتنے میں صاحبزادہ صاحب کا فون آگیا کہ آپ نے پاسپورٹ تلاش کئے ؟۔ میں نے کہا کہ چابیاں میرے ہاتھ میں ہیں۔ ابھی بسم اللہ کرتا ہوں۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ سیف کھولیں اس کے رجسٹروں میں پاسپورٹ پڑے ہیں۔ سیف کھولا رجسٹر اٹھائے تو نیچے کے رجسٹر کے اندر گتہ کے نیچے پڑے ہوئے پاسپورٹ مل گئے۔ پانچ منٹ بعد صاحبزادہ صاحب کا فون آیا۔ مل گئے۔ میں نے کہا مل گئے۔ لیکن آپ بتائیں کہ آپ کو خانیوال بیٹھے بیٹھے کیسے پتہ چل گیا کہ سیف کے رجسٹروں کے درمیان میں پڑے ہیں۔ تو فرمایا کہ ایک آدمی ہمارے ہاں استخارہ کرتا ہے اور اس کا کامیاب استخارہ ہوتا ہے۔ اس سے استخارہ کرایا تھا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ یہ استخارہ خود حضرت صاحبزادہ صاحب کا اپنا تھا۔

مولانا گل حبیب فرماتے ہیں کہ میں ۱۹۹۸ء میں صاحبزادہ صاحب کے ساتھ سفر حج میں شریک

تھا۔ گھر پر ہمارے عزیزوں میں چپقلش تھی۔ جس سے میں پریشان تھا۔ حج کے بعد ایئرپورٹ پر جب پھر گھر کا ماحول یاد آیا تو پھر پریشانی ہوئی۔ صاحبزادہ صاحب اٹھے میرے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا مولانا' پریشان کیوں ہوتے ہیں آپ کے ان عزیزوں کی صلح ہو گئی ہے۔ واپس گھر آکر معلوم ہوا کہ واقعی صلح ہو گئی تھی۔

چوہدری محمد امین نے بتایا کہ سفر عمرہ پر پیٹی خالی کر کے مجھے دی۔ میں نے بیگ میں رکھ لی۔ مدینہ طیبہ سے احرام کے لئے جب پیٹی کو کھولا تو پندرہ صد ریال نکلے۔ امین صاحب کہتے ہیں میں نے کہا کہ پیٹی خالی تھی یہ رقم کہاں سے آ گئی؟۔ مسکرا کر فرمایا کہ ہمارے تھوڑے ہیں؟ غریبوں کے ہیں۔ مکان سے باہر آتے ہی آٹھ صد ایک آدمی کو سات صد دوسرے کو دے کر فارغ ہو گئے۔

مستجاب الدعوات

محترم صاحبزادہ صاحب میں دیگر خوبیوں کے علاوہ ان پر رب کریم کا ایک یہ خاص کرم تھا کہ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ موج میں آکر جو کہہ دیتے تھے اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ویسے ہی ہو جاتا تھا۔ اس پر سینکڑوں واقعات ہوں گے۔

خدمت خلق و غریب پروری

محترم صاحبزادہ صاحب بار بار فرمایا کرتے تھے کہ عبادت سے جنت ملتی ہے۔ خدمت سے خدا تعالیٰ ملتے ہیں۔ اپنے شیخ کی تو وہ مثالی خدمت کرتے تھے۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم کے جوتوں کو سینے سے لگایا ہوا راقم نے بارہا دیکھا ہے۔ حرمین شریفین میں حاضری کے لئے حضرت کی معیت کو ترجیح دیتے تھے۔ بلکہ حضرت کے بغیر ان کے ہاں حاضری تصور نہیں تھا۔

ایک بار برطانیہ سے واپسی پر صبح کی نماز سے کچھ قبل مدینہ طیبہ حاضری ہوئی۔ رہائش گاہ پر پہنچ کر حضرت قبلہ کی طبیعت سفر کے باعث نڈھال تھی۔ آپ نے فرمایا کہ میں رہائش گاہ پر نماز پڑھوں گا۔ پھر آرام کر کے اشراق و ناشتہ کے بعد مواجہہ شریف پر حاضری ہو گی۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے سنتے ہی فوراً فرمایا مولانا (راقم) آپ حرم نبوی ﷺ چلیں۔ میں حضرت کے ساتھ یہاں نماز پڑھوں گا۔ چنانچہ ایسے ہوا۔ پھر حضرت کے ساتھ مواجہہ شریف پر تشریف لے گئے۔

غریب و مسکین' بیوہ' یتیم و لاوارث لوگوں کی برابر خفیہ مدد کرتے رہتے تھے۔ گاؤں کے لوگوں کا بیان ہے کہ اس طرح غریبوں کی خفیہ امداد سے وہ کئی گھرانوں کی کفالت کرتے تھے۔

محترم مولانا مفتی ظفر اقبال صاحب نے بتایا کہ ہمارے ایک مدرس قاری صاحب کو عمرہ کا شوق
ستی تھی۔ تو چھ ماہ کی مدرسہ سے پیشگی تنخواہ لی۔ قرضہ وغیرہ لیا عمرہ کے لئے روانہ ہوئے۔ پہلا سفر
سیدھے سادھے درویش منش خیال تھا کہ کیسے ان کا سفر ہوگا۔ ان کو رخصت کرنے کے لئے
گئے۔ تو اتفاق سے اسی فلائٹ سے صاحبزادہ صاحب عمرہ کے لئے جا رہے تھے۔ قاری صاحب کو
اتھ کردیا۔ ہر طرح کا خیال رکھا۔ عمرہ کرایا۔ قاری صاحب کے جاننے والے جب مل گئے ان کے
کے مطمئن ہوئے۔ اس طرح ان کی خدمت خلق کی بے شمار مثالیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات
ئیں۔

ت

محترم صاحبزادہ صاحب کو تبرکات جمع کرنے کا بہت شوق تھا۔ غلاف کعبہ کا ٹکڑا ملا۔ تو اس کے
یت کی کہ میرے کفن کے ساتھ دل کے حصہ پر رکھ دیا جائے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ مختلف قطعات
فریم کروا کر دفتر اور گھر میں لگوائے ہوئے تھے۔ رحمت دو عالم ﷺ کی طرف منسوب موئے
ن کے پاس تھا۔ جسے بہت ہی احترام دیا کرتے تھے۔ آخری دنوں میں مجھے فرمایا کہ مولانا مبارک
یک اور جگہ سے اس دفعہ پچیس تیس سال کی محنت سے ایک اور موئے مبارک مل گیا ہے۔ فقیر کو
ئے مبارک کا بھی علم تھا۔ اب دو ہوگئے تو فقیر نے عرض کیا کہ اب تو آپ صاحب نصاب ہوگئے۔
میں خیال تھا کہ ایک دفتر کی لائبریری میں تبرک کے طور پر مانگ لوں۔ مگر آپ نے فوراً کہا
صاحب نصاب کا؟۔ ان کی بیماری اور طبیعت کا اضمحلال اور موئے مبارک سے ان کی محبت کے
ر کا حوصلہ نہ پڑا۔ فوراً عرض کیا صاحب نصاب کا معنی آپ کی بہت خوش نصیبی ہے پہلے ایک موئے
ماب دو ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔ میری نیت تو سمجھ گئے تھے مسکرا کر ٹال دیا۔ ایک بار
ت اقدس نے اپنا اوورکوٹ مجھے عنایت فرمایا۔ صاحبزادہ صاحب نے عرصہ کے بعد فرمایا کہ اس
کیا بنا؟۔ میں نے کہا کہ تبرک کے طور پر محفوظ ہے۔ وفات پر اس کے حصے کفن کے ساتھ شامل
وصیت کروں گا۔ فرمایا کہ حضرت اقدس کے احرام کی دو چادریں کفن کے لئے مجھ سے لے لو اور وہ
دو۔ تو ایسے ہی ہوا۔

ایک دفعہ فقیر نے عرض کیا کہ گنبد خضریٰ کے اندرونی حصہ پر جدید پلستر کیا گیا ہے۔ صدیوں
ب پر پہرہ دینے والے قدیم پلستر کو اکھیڑا گیا تو اس کا تولہ نصف تولہ 'مولانا خدا بخش اور مجھے ۱۴۰۱ھ

کے پہلے سفر حجاز میں ایک کرم فرمانے عنایت فرمایا تھا۔وہ مولانا خدابخش کے پاس ہے۔ابھی میں نے بھی ان سے اپنا حصہ نہیں لیا۔یہ غالباً سفر برطانیہ میں بر سبیل تذکرہ ذکر ہوا۔واپس آکر ایک دن دفتر تشریف لائے گاڑی منگوائی مجھے ساتھ لیا اور شجاع آباد روانہ ہوگئے۔بارش کا موسم تھا۔راستہ خراب گاڑی کو گارے سے ایک جگہ نکالنے کے لئے زحمت بھی اٹھائی۔آگے مولانا کے گھر تک راستہ خراب تھا۔گاڑی نہ جاسکتی تھی پیدل گئے۔مولانا سے وہ شیشی لی۔ملتان تشریف لاکر تین شیشیوں میں اسے برابر اپنے ہاتھ سے تقسیم کیا۔ایک مجھے عنایت فرمائی ایک مولانا خدابخش کو دی اور ایک خود رکھ لی۔ہاتھ سے تقسیم کرتے ہوئے جو گرد ہاتھ کو لگی اسے چہرے پر مل لیا۔

غالباً ۱۹۹۷ء میں برطانیہ سے واپسی پر بیت اللہ شریف کی تعمیر ہورہی تھی۔ایک دوست مل گئے۔انہوں نے کہا کہ بیت اللہ کے اندر آپ کو نفل پڑھوا دیتا ہوں۔فوراً دوڑے حرم شریف میں حضرت اقدس کو تلاش کیا۔حضرت اقدس رہائش گاہ پر تشریف لاچکے تھے۔فقیر حضرت کے ہمراہ تھا۔اب رہائش گاہ پر جاکر حضرت اقدس کو لانے کے لئے وقت نہیں تھا۔اتفاق سے حضرت حافظ محمد شریف بر منگھم والے مل گئے ان کو ساتھ لیا اس ساتھی کے ساتھ بیت اللہ شریف کے اندر جاکر نوافل ادا کئے۔اندر سے بیت اللہ شریف کی دیواروں کو ہاتھوں سے مسل کر باہر تشریف لائے۔دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں کو بند کئے ہوئے رہائش پر تشریف لائے اور بڑے بھرپور جذبات سے خوشی خوشی دونوں ہاتھ فقیر کے منہ پر پھیرنے شروع کر دیئے۔بہت حیرت ہوئی کہ کیا کررہے ہیں۔پوچھا تو چشم پرنم سے واقعہ بتایا۔اب راقم نے منہ بنایا کہ ہمیں اس سعادت سے کیوں محروم رکھا بلایا کیوں نہیں؟اتنا بخل تو جائز نہیں۔فرمایا کہ بھائی وقت نہ تھا اگر میں رہائش گاہ پر آتا تو بیت اللہ شریف کے معمار مستری اندر چلے جاتے کام شروع ہوجاتا پھر تو کسی چڑیا کو بھی پر مارنے کی جرات نہ ہوتی۔کل دوبارہ کوشش کریں گے۔حضرت اقدس کو بتایا تو آپ مسکرا دیئے۔ دوسرے دن بہت کوشش کی مگر راقم کا مقدر قبلہ صاحبزادہ صاحب کے مقدر کا کہاں مقابلہ کرسکتا ہے۔ اہتمام نہ ہوسکا۔بادشاہوں کو بیت اللہ شریف کے اندر سرکاری سطح پر اجازت ملتی ہے۔ایک درویش کو قدرت نے کس طرح اس سعادت سے نواز دیا۔محترم جناب محمد اسحق خان خاکوانی نے اپنی گفتگو میں قبلہ صاحبزادہ کے متعلق یہ خوبصورت جملہ کتنا سچا فرمایا کہ :

”مزاج شاہانہ تھا گزران فقیرانہ تھی“

املہ فہم اور قوت فیصلہ

ترم صاحبزادہ صاحب کو رب کریم نے محض اپنے کرم سے جن خوبیوں سے نوازا تھا۔ ان میں
قوت فیصلہ اور انتظامی امور کو احسن طریقہ پر چلانے کی خوبیاں مثالی اور قابل رشک تھیں۔ آپ
ی کہ خانقاہ شریف کے تمام متعلقین' عالمی مجلس کا تمام حلقہ' دوست احباب غرض تمام جاننے
ل کے دکھڑے عرض کر کے مشورہ' دعائیں اور ہدایات کے لئے محترم صاحبزادہ صاحب سے
ے تھے۔ خانقاہ شریف کے حلقہ میں تو مشہور تھا کہ پہلے چھوٹے پیر صاحب کو آمادہ کر لیں۔ چنانچہ
ر وہ نمٹا دیتے تھے۔ محترم محمد اسحٰق خان خاکوانی کے بقول گھر کے دس افراد ہیں۔ بچے' بچیاں'
سب اپنے جھگڑے و مشکلات صاحبزادہ صاحب سے عرض کرتے تھے۔ باپ بیٹے کے متعلق'
یہ کے متعلق' اور اہلیہ اپنے میاں کے متعلق' قابل تصفیہ امور کے لئے صاحبزادہ صاحب سے
ے تھے اور صاحبزادہ صاحب کا کمال یہ تھا ایسے مزاج شناس تھے کہ فیصلہ کرتے وقت سب کے
یال کر کے آپ فیصلہ فرماتے' جس سے سب خوش ہو جاتے جس کی غلطی ہوتی اسے بھی حکمت
رمی سے اس کی اصلاح فرما دیتے تھے۔ شادی' غمی سبھی امور کے لئے رفقاء ان سے رجوع کرتے
ے صحیح فیصلہ کرنے میں دیر نہیں لگاتے تھے۔

یک بار جدہ سے مدینہ طیبہ جانے کے لئے لوکل فلائیٹ کے بورڈنگ کارڈ لے کر لاونج میں چلے
ہوا کہ حضرت قبلہ کے سامان کا دستی بیگ جدہ ایک دوست کے گھر رہ گیا۔ محترم صاحبزادہ سعید
ے سے فرمایا کہ حضرت کے ساتھ چلیں میں بیگ لے کر دوسری فلائیٹ سے آجاؤں گا۔ سعودیہ
ٹ کے لئے بورڈنگ کارڈ لے کر بھی آدمی رہ جائے تو وہ انتظار نہیں کرتے۔ ایئرپورٹ سے نکلے ٹیکسی لی
۔ وصول کیا اس ٹیکسی سے واپس آئے تو جہاز جا چکا تھا۔ دوسری فلائیٹ جو چار پانچ گھنٹہ کے بعد
اس کے لئے ٹکٹ مانگا تو اس میں سیٹ نہ تھی۔ بہت کوشش کی مگر کوئی صورت نظر نہ آئی۔ بہت
ئے۔ خیال یہ کہ حضرت قبلہ کو مدینہ طیبہ میں پریشانی نہ ہو۔ دوسرا یہ کہ مواجہہ شریف پر
ضرت قبلہ کے ہمراہ نہ ہو سکی۔ اس پریشانی میں دعا کی۔ اتنے میں سامنے کے کونٹر پر ایک عرب
کر پوچھا۔ صاحبزادہ صاحب نے پریشانی بتائی۔ اس نے فوراً اسی پہلے ٹکٹ پر لوڈ چارجنگ لے کر
ں کی سیٹ دے دی۔ مدینہ طیبہ پہنچے مسجد نبوی گئے تو قبلہ حضرت باہر نکل رہے تھے۔ تو بے ساختہ

گلے ملتے ہی عرض کیا کہ حضرت آج معلوم ہوا:

" سجنوں کا وچھوڑا کتنا بھاری ہوتا ہے۔ "

اس پر حضرت قبلہ نے سینہ سے لگالیا۔ فرماتے تھے 'میری ساری تھکاوٹ دور ہوگئی۔ دیکھئے کتنا بروقت صحیح فیصلہ تھا کہ جہاز چھوڑدیا۔ مگر حضرت کی راحت کی خاطر سفری سامان لئے بغیر سفر نہیں کیا۔

اسی طرح ایک دفعہ بورڈنگ کارڈ لے کر لاونج میں جاکر بیٹھ گئے۔ محترم صاحبزادہ خلیل احمد صاحب کے پاس دستی بیگ تھا۔ جس میں تمام پاسپورٹ ٹکٹیں اور نقدی تھی۔ جب جہاز کے اندر جانے کا اعلان ہوا تو لائن میں لگ گئے۔ سیٹوں پر جاکر معلوم ہوا کہ دستی بیگ تو لاؤنج میں رہ گیا ہے۔ فوراً سیٹ سے اٹھے لوگ آرہے ہیں ان کو ادھر ادھر کرتے اس تیزی سے نکلے کہ جہاز کا عملہ پریشان ہوگیا وہ پکارتے رہے مگر آپ نے ایک نہ سنی۔ ان کا ایک آدمی پیچھے دوڑا' اتنے میں آپ سیڑھیوں سے اتر کر لاونج میں اپنی کرسی سے بیگ اٹھا چکے تھے۔ تب وہ سمجھے کہ کیا پرابلم تھا۔ عملہ نے واپس احترام سے لاکر آپ کو جہاز میں بٹھادیا۔ اب اگر سوچتے رہ جاتے تو کتنا نقصان ہوتا۔ اس طرح بروقت صحیح فیصلہ کرنے میں اپنی مثال آپ تھے۔

فرماتے تھے کہ ایک بار حضرت قبلہ مسجد نبویؐ سے پیدل رہائش گاہ کی طرف ڈاکٹر حمید اللہ خاکوانی بہاولپوری کے ساتھ تھے۔ راستہ میں گاڑی نے سائیڈ ماری حضرت سڑک پر گر گئے۔ سر پر چوٹ آئی۔ اور خون بہہ نکلا۔ ڈاکٹر صاحب پریشان اتنے میں صاحبزادہ صاحب آگئے۔ گاڑی کی' ہسپتال گئے معائنہ ہوا ایکسرے لیا' پٹی کرائی' کیس سریس تھا۔ فوراً ہسپتال میں داخل کرادیا۔ اب ڈرائیور جس نے سائیڈ ماری اسے پولیس نے پکڑلیا۔ پولیس آفیسر نے کہا کہ آپ حضرت کو لے کر آئیں۔ حضرت قبلہ کو لے جانے لگے تو پھر خون جاری ہوگیا۔ چنانچہ صاحبزادہ صاحب اور ڈاکٹر صاحب تھانہ آئے۔ پولیس آفیسر بدمزاج تھا۔ اس نے کہا ان دو میں سے ایک کو بٹھالو۔ جب تک مضروب نہ آکر بیان دیں یہ تھانہ میں رہیں۔ فوراً صاحبزادہ صاحب نے فیصلہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب کو کہا کہ آپ حضرت قبلہ کی خدمت کے لئے چلیں۔ میں یہاں رہتا ہوں۔ پولیس لاک اپ میں بند ہوگئے۔ اب صبح سے یہ معاملہ چل رہا تھا ظہر کی اذان کا وقت ہورہا تھا۔ بھوک نے بہت ستایا فرماتے ہیں کہ۔ میں نے دعا کی کہ یااللہ ہم تو یہاں مشکلات حل کرانے کے لئے آتے ہیں۔ یہ تو نئی مصیبت گلے پڑگئی۔ بھوک 'گرفتاری' شیخ سے جدائی' مسجد شریف کی نماز سے محرومی' پتا نہیں کیا کیا۔ ایک ساتھ مشکلات عرض کرکے دعا کی۔ ابھی دعا ختم کی ہوگی کہ ایک صاحب دوسرے لاک اپ میں بند شخص کے لئے تازہ تازہ مرغ پلاؤ کا بھرا ہوا تھال لائے۔ اور دوسرے شخص کو کہا کہ ان مولانا صاحب

ھ تحریک کریں۔ وہ باہر کھڑا یہ اندر والا مجھے بلائے میں ذرا تکلف کروں تو اس نے زور سے میرا
اکر شریک کر لیا۔ میں نے اس یقین کے ساتھ کھانا کھایا کہ اب دعا کی منظوری نقد ظاہر ہو رہی ہے۔
کی شان کے خلاف ہے کہ دعا آدھی منظور ہو' اور آدھی منظور نہ ہو۔ پوری منظور ہو گئی ہے۔ کھانا
غ ہوئے تو نہ معلوم پولیس آفیسر کے دل میں کیا آیا۔ تمام لاک اپ کے قیدیوں کو بلا کر جیل
فہرست بنوانے لگا۔ میرا نام آیا تو کہا کہ مضروب بھی ان کا آدمی ہو۔ یہ معاف کر کے احسان بھی
ر ہم آدمی بھی ان کا اندر کر دیں۔ تو یہ زیادتی ہے ان کو لے جاؤ ہسپتال میں ہی مضروب کا بیان لے کر
غ کر دیں۔ ہسپتال گئے تو آگے حضرت قبلہ تھانہ جا کر بیان دینے کے لئے تیار بیٹھے تھے۔ صاحبزادہ
دیکھا تو فرمایا اچھا ہوا آپ آگئے میں تو آپ کے لئے پریشان تھا۔ صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا
ں آپ کے لئے پریشان تھا۔ بیان ہوا۔ پولیس کو فارغ کیا اور پھر حرم شریف میں ایک ساتھ جا کر
۔ اللہ تعالیٰ نے چند دنوں بعد حضرت کو صحت سے سرفراز فرما دیا۔

حضرت جہاں تشریف لے جاتے تمام تر انتظامات اور مصروفیات کی ترتیب صاحبزادہ صاحب کے
آپ اس خوش اسلوبی سے اس کو مرتب کرتے کہ حضرت قبلہ کو بھی آرام رہتا۔ رفقاء اور متعلقین
پورا استفادہ کا موقع مل جاتا۔

سے عجیب تر

جنرل ضیاء الحق کے زمانہ میں دوسری بار حج کرنے والوں کے لئے مشکلات تھیں۔ جبکہ قبلہ
ماحب اور صاحبزادہ صاحب حج پر جانے کا معمول ترک نہیں کرنا چاہتے تھے۔ تو اس کی سبیل یہ
ستان سے وزٹ ویزا پر کویت تشریف لے جاتے وہاں سے حج کا ویزا لگوا لیا جاتا۔ ایک بار ویزا سیکشن
صاحبزادہ صاحب کے ویزا کے لئے پس و پیش کیا تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ان کے بغیر تو میں بھی
تا۔ ویزا آفیسر نے کہا کیا جنت میں ان کو ساتھ لے کر جاؤ گے؟۔ حضرت نے صاحبزادہ صاحب کا
۔ فرمایا ہاں یہ جنت میں بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ اس پر اعتماد گفتگو کا ویزا آفیسر پر اثر ہوا' اور ماشاء
للہ کہہ کر فوراً صاحبزادہ صاحب کا ویزا لگا دیا۔

ایک دفعہ برطانیہ جانے کے لئے اسلام آباد ویزا کے لئے گئے تو آفیسر نے حضرت قبلہ سے پوچھا
ان (صاحبزادہ صاحب) کو ویزا نہ دیں تو پھر؟ آپ (حضرت قبلہ) نے فرمایا پھر مجھے بھی نہیں
را کر اس نے دونوں ویزے لگا دیئے۔

قاضی فیض احمد ٹوبہ والوں کے حوالہ سے مولانا محمد علی صدیقی نے بتایا کہ ایک بار سرہند شریف کے سفر میں بھی صاحبزادہ صاحب کے ساتھ تھا۔ خانقاہ مجددیہ کے متعلقین سے ایک بزرگ جو مالیر کوٹلہ کے تھے۔ قبلہ حضرت اقدس خواجہ خان محمد صاحب سے ملنے کے لئے سرہند شریف تشریف لائے۔ جاتے وقت سب سے جب مصافحہ کر چکے تو صاحبزادہ صاحب سے ہاتھ تھوڑا ملاتے ہی واپس کھینچ لیا۔ اور حضرت قبلہ سے عرض کی کہ یہ حضرت خلیفہ صاحب (حضرت ثانیؒ) کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہاں۔ تو انہوں نے کہا کہ حضرت خلیفہ صاحبؒ (ہندوستان کے ساتھی حضرت ثانیؒ کو خلیفہ صاحب ہی کہتے تھے) والی کشش ان کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سے سمجھا کہ یہ ان کے صاحبزادے ہیں۔ پھر مصافحہ کیا دعائیں دیں اور چل دیئے۔

ملک فیاض اختر صاحب نے بتایا کہ میرے ڈرائیور مقبول کے سر میں درد تھا۔ میں نے دم کرنے کے لئے استدعا کی تو اسے کہا آنکھیں بند کرو اس نے آنکھیں بند کیں آپ نے دم کیا۔ ڈرائیور نے ملک صاحب کو بتایا کہ عجیب ہوا میں نے آنکھیں بند کیں انہوں نے (صاحبزادہ صاحب) نے دم شروع کیا تو مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ کا ماحول میرے خیال میں گردش کرنے لگا۔ آنکھیں کھولیں تو درد کافور ہو چکا تھا۔ ملک صاحب کہتے ہیں کہ مجھے افسوس ہوا کہ صاحبزادہ صاحب کی ان پر یہ نظر کرم اور میں پرانا دوست ساتھی' خادم ہوں میں اس سے محروم ہوں۔ دوسرے دن دو کین زمزم کے لے کر گیا۔ خیال تھا کہ چھوٹا صاحبزادہ صاحب کو دوں گا۔ بڑا خود رکھوں گا کین گاڑی میں چھوڑے خود صاحبزادہ صاحب کے کمرہ میں داخل ہوا۔ دیکھ کر فرمایا کہ ملک صاحب آپ ہمیشہ میرا شکوہ کرتے رہتے ہیں۔ شاکی رہتے ہیں۔ ایسے نہ کیا کرو۔ میں یہ سنتے ہی پانی پانی ہو گیا۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا۔ زمزم باہر کیوں چھوڑ کر آئے مجھے اور ندامت ہوئی میں نے ڈرائیور کو کہا کہ بڑا کین زمزم کا لے کر آئے تو فوراً فرمایا کہ جو پہلے فیصلہ کیا تھا اسی پر عمل کرو۔ وہ چھوٹے والا کین لاؤ جو پہلے ارادہ کر کے آئے تھے۔ ملک صاحب کہتے ہیں کہ یہ بیماری کے آخری دنوں کی بات ہے۔ جب آپ لاہور میں زیر علاج تھے۔

یہاں پر ایک اور بات یاد آئی کہ ایک دن راقم نے صاحبزادہ صاحب کی بیماری کا حال دیکھ کر عرض کیا۔ کہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ کی بیمارپرسی کے لئے مولانا محمد ادریس انصاریؒ صادق آباد والے تشریف لائے تو انہوں نے حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ سے عرض کیا کہ اللہ رب العزت اپنے کسی محبوب بندہ کو اعلیٰ مراتب پر پہنچانا چاہتے ہیں۔ وہ ذکر واعمال سے اگر نہیں پہنچ پاتا

۔ تو اللہ میاں بیماری سے اس کے رفع درجات فرما دیتے ہیں۔ فوراً صاحبزادہ صاحب نے فرمایا مولوی صاحب' اللہ تعالیٰ بغیر تکلیف کے بھی وہ درجہ دے سکتے ہیں۔ اس کے بغیر ہی دے دیں۔ یہ تو جملہ معترضہ ہوا۔ مجھے عرض یہ کرنا ہے کہ آخری دنوں میں صاحبزادہ صاحب درجات کی بلندی کے لئے ہوا سے زیادہ تیزی سے سفر کرتے نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ ملک صاحب کی روایت سے معلوم ہوا۔ ملک صاحب کی یہ روایت ہے کہ میں نے ایک دن عرض کیا کہ مکان بدلنا ہے کرایہ پر دوسرا مکان مل نہیں رہا۔ فرمایا مل جائے گا۔ اسی شام مجھے مکان مل گیا۔ دو دن بعد تشریف لائے تو فرمایا سناؤ بھائی کیسے رہا۔ میں نے عرض کی کہ آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے مسئلہ حل کر دیا۔ فرمایا نہیں ملک صاحب میں نے حضرت قبلہ سے آپ کے لئے دعا کی درخواست کی تھی۔ میں کیا ہوں یہ سب شیخ کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔

بیماری

کچھ عرصہ سے آپ کو شوگر کی شکایت تھی۔ آپ نے خوراک کم کر دی۔ پہلے بھی خوراک بہت کم تھی۔ اب مزید کم کی تو کمزوری نے آن گھیرا۔ میٹھے سے پرہیز کیا' جگر کو میٹھا چاہئیے۔ اب جگر سکڑنا شروع ہو گیا۔ اس میں سفر نہیں کرنا چاہئیے۔ آپ کو قدرت نے پیدا ہی سفر کے لئے کیا تھا۔ بس طبیعت نڈھال ہو گئی۔ ڈاکٹروں نے بہت جتن کئے مگر ستمبر ۱۹۹۸ء سے صحت اس قدر بگڑنا شروع ہو گئی کہ آپ صاحب فراش ہو گئے۔ کچھ عرصہ گھر زیر علاج رہے۔ شعبان میں ملتان تشریف لائے۔ حضرت حکیم حنیف اللہ مرحوم نے آپ کو دیکھا۔ جناب ڈاکٹر پروفیسر عنایت اللہ کا علاج شروع ہوا۔ وہ صبح و شام اپنی خوش بختی سمجھ کر فکر مند ہو گئے۔ ڈاکٹر خالد خاکوانی اور ان کے صاحبزادہ ڈاکٹر محمد عابد خان نے خدمت کے لئے دن رات ایک کر دیا۔ خواہش تھی کہ قیام دفتر میں ہو۔ ایک کمرہ کے ساتھ اٹیچ باتھ ہونا شروع کیا۔ مگر مکمل ہونے سے پہلے ہی آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ جناب میاں خان محمد صاحب سرگانہ اور آپ کے پورے خاندان نے مکان آپ کے لئے وقف کر دیا۔ چوہدری محمد امین' چوہدری محمد آصف' چوہدری عتیق الرحمٰن' حافظ محمد رفیق' طاہر' افضل' چوہدری محمد حسن' اعجاز احمد' اعزاز خان' غرضیکہ مختلف عزیزوں نے اپنے جسم وجان کو وقف کر دیا۔

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' خاکوانی حضرات' سرگانہ حضرات اور دیگر متعلقین نے دیدہ دل فرش راہ کر دیئے۔ حضرت قبلہ خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم عشرہ بھر آکر صاحبزادہ کی عیادت کے لئے ملتان قیام پذیر رہے۔ صاحبزادہ عزیز احمد' صاحبزادہ خلیل احمد' صاحبزادہ نجیب احمد بمعہ

اپنے اہل وعیال کے تشریف لاتے رہے۔ صبح وشام ملک بھر سے ٹیلی فون کے ذریعہ رابطہ کر کے رفقاء دعاؤں سے نوازتے رہے۔ طبیعت بگڑتی سنبھلتی رہی۔ لاہور جانے کا پروگرام بن گیا۔ صاحبزادہ نجیب احمد کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ الحاج حافظ قاسم حسن صاحب کے ہاں رہائش اختیار کی۔ زبیدہ ہسپتال میں بھی زیر علاج رہے۔ ڈاکٹر صاحبان نے بہت کوشش کی اس دوران صدیق آباد کورس کے شرکاء سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ رمضان شریف کے اوائل میں پھر ملتان آگئے۔ حسب سابق سرگانہ ہاؤس میں قیام رہا۔ ڈاکٹر صاحبان اور حکماء نے سعادت سمجھ کر خدمت کی۔ مگر طبیعت سنبھل نہ سکی۔

سفر آخرت

۱۵ شوال ۱۴۱۹ھ بمطابق ۲ فروری ۱۹۹۹ء بروز منگل دن دس بج کر چالیس منٹ پر سرگانہ ہاؤس کچہری روڈ ملتان میں آپ نے جان جان آفریں کے سپرد کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں۔ انتقال کے وقت حافظ محمد رفیق' ڈاکٹر عابد خان خاکوانی' طاہر صاحب موجود تھے۔ رات سے طبیعت خراب تھی۔ صبح کو کچھ ٹھیک ہوئی۔ تاریخ پوچھی' ڈائری منگوائی نمبر تلاش کر کے فون کیا اس کے بعد لیٹ گئے۔ ساتھی آپ کو دباتے رہے۔ اور آپ زیر لب پڑھتے رہے۔ ہاتھ سینہ اور دل پر پھیرتے رہے۔ اس حالت میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کے وصال کی خبر ملک بھر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ ملتان کے رفقاء فوراً سرگانہ ہاؤس جمع ہوگئے۔ خانیوال سے آپ کی خبر سنتے ہی آپ کے چچازاد بھائی محمد امین صاحب اور محمد انور ملتان روانہ ہوگئے۔ ادھر ملتان میں غسل اور کفن کی تیاری شروع ہوگئی۔ فقیر راقم نے آپ کو غسل دینے کی سعادت حاصل کی۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب' مولانا عبدالعزیز صاحب' اعزاز سرگانہ اور انور صاحب نے معاونت فرمائی۔ راقم عرض گذار ہے کہ آپ کا جسم اتنا تروتازہ تھا کہ موت کا گمان بھی نہ ہوتا۔ سر مبارک کو پکڑ کر سیدھا کر کے صابن لگاتے جب چھوڑتے رخ از خود بیت اللہ شریف کی طرف ہو جاتا۔ ایک بار بازو کو صابن لگا رہے تھے تو پورا بازو گلے میں حمائل ہو گیا۔ اس حالت کو دیکھ کر راقم خود گھبرا گیا کہ کہیں سکتہ کی کیفیت تو نہیں جسے ہم موت سمجھ رہے ہوں۔ کفن کا اکمل سرگانہ' حکیم خلیل احمد' الحاج محمد طفیل جاوید نے اہتمام کیا۔ ایمبولینس کے لئے ڈاکٹر محمد عابد خان اور ڈاکٹر خالد خان خاکوانی نے اہتمام کیا۔ یوں حضرت حافظ مرحوم کی ڈیڑھ بجے تیاری مکمل ہوگئی۔ اور قافلہ خانیوال کے لئے روانہ ہوا۔ خانیوال گردونواح' لاہور' فیصل آباد' ساہیوال' چیچہ وطنی' بہاولپور' ملتان' تک کے ساتھی بستی سراجیہ خانیوال پہنچ گئے۔

مغرب کے بعد نماز جنازہ ہوا۔ علماء صلحاء نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی۔ جامعہ باب العلوم

ے شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید صاحب نے امامت کرائی۔ صاحبزادہ محمد عابد صاحب کے اکلوتے ہمد رضوان عابد' اور اکلوتی ہمشیرہ اور بہنوئی جناب محمد یوسف صاحب نے لاہور سے تشریف لانا آمد پر رات ۹ بجے کاروں ویگنوں کے جلوس میں **ایمبولینس** کے ذریعہ محترم جناب صاحبزادہ ، آخری سفر کا مرحلہ شروع ہوا۔ خانیوال' کبیروالا' جھنگ' ساہیوال' شاہ پور' خوشاب' کندیاں کے ر بجے خانقاہ سراجیہ پہنچے۔ خانقاہ شریف بھی پشاور' پنڈی' لاہور' ملتان' بہاول پور' صادق آباد' رحیم گودھا' گوجرہ' ٹوبہ' بھکر' دریاخان' گوجرانوالہ' اسلام آباد غرضیکہ کونہ کونہ سے علماء صلحاء کے ہوئے تھے۔ صاحبزادہ عزیز احمد' صاحبزادہ مولانا خلیل احمد' نے خانقاہ سراجیہ کے دفتر لے جنازہ کو رکھوایا۔ سفید چادر میں ملبوس سفید داڑھی والا نورانی چہرہ محو خواب نظر آتا تھا۔ آخری ملہ شروع ہوگیا۔ صبر کے بند ٹھن ٹوٹے۔ آنسوؤں کی برسات میں لوگوں نے جوق در جوق قافلہ دت کی۔ صبح کی نماز شیخ المشائخ کی امامت میں رفقاء وحاضرین نے پڑھی۔ حضرت قبلہ چشم پرنم یر واستقامت بنے ہوئے تھے۔ ۸ بجے جنازہ کا اعلان تھا۔ لوگوں کے مزید قافلے آنے شروع نے آٹھ بجے گھر کی مستورات کو زیارت کرانے کے لئے جنازہ کو اندرون خانہ لے جایا گیا۔ ۸ بجے ت برکاتہم نے جنازہ پڑھایا۔ ساتھیوں نے کندھوں پر اٹھایا' خانقاہ سراجیہ کے قبرستان میں تیار ، پاس لے گئے۔ رش اتنا تھا کہ معلوم نہ ہوسکا کہ کس نے قبر میں اتارا' تاہم حضرت قبلہ خواجہ حب دامت برکاتہم تدفین کے پورے عمل کے دوران میں موجود رہے۔ آخری دعا آپ نے یوں قبلہ حضرت صاحبزادہ محمد عابد صاحبؒ اپنے والد گرامی حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہ ہ قدموں میں رحمت حق کے حصار میں چلے گئے۔ اور ساتھی واپس اپنے اپنے گھروں کو روانہ تھی حضرت حافظ مرحوم سے کتنا پیار کرتے تھے نوجوانوں کو دھاڑیں مار مار کر ایک دوسرے کے ، کر روتے دیکھا۔ اس کی نقشہ کشی الفاظ میں ممکن نہیں۔ خاکوانی حضرات سے دو نوجوان عثمان اخان جیسے جگر گردہ کے لوگوں کا پتہ پانی دیکھا۔ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا محمد عبداللہ نورالحق نور' مولانا قاری فیاض احمد' حاجی مقبول وحاجی یعقوب' عزیز الرحمٰن خوگانی' امین خان' ' یعقوب خان' ڈاکٹر عابد خان' اعجاز واعزاز' یوسف وامین' رضوان وآصف' غرض جسے دیکھا ت میں دیکھا' کس کو کس حالت میں دیکھا اس کی تعبیر ممکن نہیں۔ اس لئے کہ اپنی تو اس وقت ، پر پہنچ کر حالت دگرگوں ہورہی ہے۔ اسی پر بس کرتا ہوں۔ صاحبزادہ صاحب کے بھانجے نے

یہ شعر لکھ کر دیئے۔ آپ بھی پڑھ لیں۔

افق کی سرخ قبا سے سراغ ملتا ہے
ہمارا خون ستاروں میں جگمگائے گا
ہمارے بعد کہاں یہ وفا کے ہنگامے
کوئی کہاں سے ہمارا جواب لائے گا
کانٹوں سے گھرا ہوا ہے چاروں طرف سے پھول
پھر بھی کھلا پڑتا ہے کیا خوش مزاج ہے
مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تونے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے
وہ لوگ تو نے ایک ہی شوخی میں کھو دیئے
ڈھونڈا تھا آسمان نے جنہیں خاک چھان کر

انوار البیان
فی کشف
اسرار القرآن

سلیس اور عام فہم اردو زبان میں
سب سے پہلی مفصل اور جامع تفسیر
تفسیر القرآن بالقرآن اور تفسیر القرآن
بالحدیث کا خصوصی اہتمام
دلنشیں انداز میں احکام و مسائل
اور مواعظ و نصائح کی تشریح اسباب نزول
کا مفصل بیان تفسیر و حدیث اور
کتب فقہ کے حوالوں کے ساتھ

کامل ۹ جلد

ملنے کا پتہ
ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
بیرون بوہڑ گیٹ ملتان ○ پاکستان

قیمت فی جلد
۲۵۵/-

مؤلف
مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی

فتنہ قادیانیت اور مولانا محمد علی مونگیریؒ

حاجی لیاقت حسین صاحب کے نام ایک خط تحریر فرماتے ہیں:

"میں چاہتا ہوں کہ مخالفین اسلام کی بے انتہا سعی اور کوشش کا جواب دیا جائے بالخصوص مرزائی جماعت کا فتنہ فرو کرنے میں جو کچھ ہو سکے اس سے دریغ نہ کیا جائے اور نہایت انتظام کے ساتھ یہ سلسلہ میرے بعد بھی جاری رہے۔ اس لئے رائے یہ ہے کہ ایک انجمن قائم کی جائے۔ جس کا نظم تم لوگ اپنے ہاتھ میں لو' اور اس کے لئے ہر وہ شخص جو مجھ سے ربط و تعلق رکھتا ہے۔ وہ اس میں حسب حیثیت التزام کے ساتھ ماہانہ شرکت کرے' ورنہ جو شخص میرے اس دینی اور ضروری کہنے کی طرف بھی متوجہ نہ ہوگا میں اس سے ناخوش ہوں' اور وہ خود یہ سمجھ لے کہ اس کو مجھ سے کیا تعلق باقی رہا۔"

مولانا کو اس سنگین خطرہ کا جو مسلمانوں کے سروں پر منڈلا رہا تھا پورا احساس تھا' اور اس کے مقابلہ کا اس قدر زائد اہتمام تھا کہ یہ کہا کرتے تھے کہ:

"اتنا لکھو اور اس قدر طبع کراؤ اور اس طرح تقسیم کرو کہ ہر مسلمان جب صبح سو کر اٹھے تو اپنے سرہانے رد قادیانیت کی کتاب پائے۔"

ایک صاحب (مولوی نظیر احسن صاحب بہاری) جن کا خط پاکیزہ تھا صرف اس کام پر مامور تھے کہ وہ مسودات صاف کریں وہ دونوں پیروں سے مفلوج تھے۔ اگر کبھی مسودات صاف کرنے میں تاخیر ہو جاتی تو مولانا ان سے فرماتے:

"محنت سے کام کرو تمہیں جہاد کا ثواب ملے گا۔"

ایک مرتبہ مولوی صاحب نے پوچھا۔ کیا مجھ کو جہاد بالسیف کا ثواب ہوگا؟۔

فرمایا: "بے شک! اس فتنہ قادیانیت کا استیصال جہاد بالسیف سے کم نہیں۔"

اس بات سے مولانا کے اس اہتمام و توجہ اور خلش و بے چینی کے ساتھ اس کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت اس تحریک نے کتنی خطرناک اور تشویش انگیز صورت اختیار کر لی تھی۔ اس بات کی ضرورت صاف محسوس ہو رہی تھی کہ اس کے سدباب کے لئے اسی دلسوزی اور قربانی سے کام لیا جائے۔ جس سے مولانا نے کام لیا' اور اپنے آرام اور صحت کی پرواہ کئے بغیر اس کے لئے ہر قسم کی جدو جہد و قربانی میں سب سے پیش پیش رہے

عید الاضحیٰ اور اس کے احکام

قال اللہ تعالیٰ: ” انا اعطینک الکوثر. فصل لربک وانحر. ان شانئک هوالا بتر.“ ﴿ (اے نبی) یقیناً ہم نے تم کو (حوض) کوثر عطا کر رکھا ہے۔ پس اپنے رب کے لئے تم نماز پڑھو اور قربانی کرو کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی گمنام ہے۔ ﴾

اللہ رب العزت نے اس مختصر مگر نہایت جامع سورۃ کے اندر جن اہم مقاصد کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ان کا مفصل بیان اور اس سورۃ کے جملہ نکات ولطائف کا احاطہ اور اس کی تشریح کرنا نہ ہمارے بس کی بات ہے اور نہ اس کا یہاں موقع ہے۔ اس لئے صرف ان چند اہم مسائل پر جن کا تعلق ماہ ذی الحجہ سے بالخصوص عید و قربانی سے ہے اکتفا کرتے ہوئے سطور ذیل ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ (ادارہ)

نماز عید اور قربانی کی اہمیت اور ان کے احکام

اس مقدس سورۃ کے اندر خاص طور پر دو چیزیں ہیں جن کا ذکر اس سورۃ کی درمیانی آیت میں بالکل مختصر مگر نہایت بلیغ انداز میں فرمایا گیا ہے۔ وہ یہ ہیں: اول صلوٰۃ (یعنی نماز عید) دوم نحر (یعنی قربانی)

امام المفسرین حضرت ابن عباسؓ کے قول کے مطابق اس آیت کے ان دونوں لفظوں کی یہی صحیح تفسیر ہے۔ کمافی الخازن وغیرہ۔ یعنی حضور ﷺ کو بذریعہ آیت موصوفہ بقر عید کی نماز اور اس روز کی قربانی کی طرف اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے اور اہل علم اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ جس کام میں حضور ﷺ کی ذات اقدس کو مخاطب فرمایا جائے اور اس کو ذات نبوی سے کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ بلکہ عام اہل اسلام کے لئے وہ حکم ہے۔ تو قرآن کریم کا یہ طرز ادا اس کام کی اہمیت کا مظہر ہوتا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ امت مسلمہ میں نماز عید اور رسم قربانی خصائص نبویہ سے نہیں ہے بلکہ عہد نبوت سے لے کر اب تک تمام مسلمان اس کے قائل و فاعل چلے آتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں کام اسلام کے اہم احکامات سے تعلق رکھتے ہیں اور اس لئے ہم اپنے ان بزرگوں سے اس بارہ میں اتفاق کرنے سے معذور ہیں۔ جو لوگ نماز و قربانی کو صرف سنت کے دائرہ میں محدود کرنا چاہتے ہیں۔ ہر چند کہ

اس آیت کریمہ کے اندر جن وجوبی الفاظ میں ان دونوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس قسم سے دوسری جگہ ایسا صریح لفظ ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ مگر کسی امر کے وجوب واہمیت کے لئے صرف لفظوں ہی پر انحصار رکھنا ضروری نہیں ہے اور نہ سب کے اتفاق کی ضرورت ہے۔ جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی آیت کھلے لفظوں میں بصیغہ امر وجوب وتاکید کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور حضور ﷺ کا اسی اہمیت کے ساتھ بجالانا اور ہمیشہ بجالانا ہمارے اطمینان کے لئے کافی ہے۔

جمع الفوائد میں بحوالہ ترمذی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے آکر سوال کیا: "الا ضحیة اواجبة هی" قربانی کیا یہ واجب ہے؟ اس کے جواب میں آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"ضحی رسول الله صلی الله علیه وسلم والمسلمون۰" ﴿آنحضرت ﷺ نے قربانی کی اور تمام مسلمان کرتے رہے۔﴾

سائل نے اپنے خیال میں اس جواب کو ناکافی سمجھتے ہوئے پھر سوال کو دہرایا۔ آپ ﷺ نے اس کے مکرر سوال پر فرمایا:

"ضحی رسول الله صلی الله علیه وسلم والمسلمون۰" ﴿تجھے میرا یہ کہنا سمجھنے کے لئے کافی نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمان قربانی کرتے آرہے ہیں۔﴾ ایک دوسری روایت میں آپ کے الفاظ یہ ہیں:

"اقام النبی صلی الله علیه وسلم بالمدینه عشر سنین ضحی" ﴿رسول اللہ ﷺ دس برس مدینہ میں رہے برابر قربانی کرتے رہے۔﴾

صحابہ کرامؓ کے نزدیک قربانی اس قدر اہم اور واجب العمل چیز تھی کہ ایک شخص دربار رسالت میں حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے:

"یا رسول الله ارائیت ان لم اجد الا ضحیة انثی افا ضحی بها۰" ﴿اے اللہ کے رسول ﷺ یہ تو فرمایئے اگر مجھے قربانی کا جانور نہ ملا تو کیا اپنی اس اونٹنی کو جو کسی دوسرے شخص نے میرے اور میرے بچے کے گزارہ یعنی دودھ پینے کے لئے دے رکھی ہے۔ اس کو ذبح کردوں؟۔﴾

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ قربانی کو نہایت ضروری خیال کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ حکم

:" لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعہا" ﴿کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ اللہ کام نہیں دیتا﴾ سائل کے جواب میں فرماتے ہیں :

" لا ولکن خذ من شعرک واظفارک وتقص شاربک وتحلق عانتک فذالک تمام راضحتیک عنداللّٰہ "(ابو داؤد و نسائی جمع الفوائد) ﴿ایسا مت کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔﴾

آنحضرت ﷺ نے اس غریب سے یہ نہیں فرمایا کہ قربانی کوئی ضروری حکم نہیں ہے۔ جس کا جی چاہے کرے یا نہ چاہے نہ کرے۔ بلکہ آپ ﷺ نے غریبوں کے لئے ایک خاص صورت اس حکم کی بجا آوری کے لئے تعلیم فرمادی' اور آپ ﷺ نے اس طریقہ سے تمام امت مسلمہ کے نادار افراد کے لئے اس مقدس شعار میں شرکت کا بہترین طریقہ ارشاد فرمایا۔

اور جس طرح اللہ رب العزت نے پہلے نماز عید کا ذکر فرمایا اس کے بعد قربانی کا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ بموجب آیت مذکورہ :" فصل لربک وانحر " پہلے عید کی نماز ادا کر کے اس کے بعد قربانی کرتے اور کراتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے خطبہ عید کے الفاظ مبارک یہ ہیں :

"لا یذبحن احد کم حتی یصلی..........."

حضرت براؓ بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ میرے چچا آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کو سننے کے ساتھ کھڑے ہوگئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! :

"انی عجلت نسکیتی لا طعم اہلی واہل داری اوجیرانی"

میں نے تو (نماز عید سے پہلے ہی) قربانی کرلی اس خیال سے کہ بال بچے اور پڑوسیوں کو (جلدی سے) کھلادو۔ اس کے جواب میں حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ :

"فاعد ذبحک باخر "(جمع الفوائد) یعنی پھر دوسرا جانور ذبح کرو۔

قرآن کریم کا اسلوب بیان اور آنحضرت ﷺ کی تشریح جس طرح ان دونوں فعل کی تقدیم وتاخیر کے لئے مشعر وجوب ہے۔ اسی طرح نماز عید اور قربانی کا اہم اور ضروری ہونا بھی نیر منیر وز کی طرح آشکار اور بالکل غیر مشتبہ ہے۔

عیدین کے آداب

ا...... عید کے لئے غسل کرنا مسنون ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ اور ابو رافعؓ بیان فرماتے ہیں :

آنحضرت ﷺ عید الفطر اور بقر عید کے لئے غسل فرمایا کرتے تھے۔

۲...... بدن اور کپڑے میں خوشبو لگانا ارشادات نبویہ سے ہے۔ امام حسنؓ فرماتے ہیں:

”امر نا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان نتطیب باجود وما بخدفی العید۔“ ﴿آنحضرت ﷺ نے ہم لوگوں کو ارشاد فرمایا کہ عید کے دن اچھی سے اچھی خوشبو لگایا کریں۔﴾

۳...... عید کے دن عمدہ کپڑے پہننا آنحضرت ﷺ کی سنت ہے۔ چنانچہ ایک صحابیؓ فرماتے ہیں:

”ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یلبس بردحیرۃ کل عید۔“ ﴿آنحضرت ﷺ ہر عید کو عمدہ قسم کی یمنی چادر استعمال فرماتے تھے۔﴾

۴...... عید الفطر میں مکان سے نکلنے کے قبل کچھ کھا لینا سنت ہے اور بقر عید کے دن عید گاہ سے واپس آکر کھانا سنت ہے۔ چنانچہ حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں:

”کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یخرج یوم الفطر حتیٰ یطعم ولا یطعم یوم الا ضحیٰ حتی یصلی۔“ ﴿یعنی آنحضرت ﷺ عید الفطر کے دن کھانا کھا کر گھر سے نکلتے تھے اور بقر عید کے دن عید گاہ سے آکر کھانا کھاتے تھے۔﴾

۵...... عید سے قبل چھوہارے کھانا مستحب ہے اور وہ بھی طاق ہوں۔ چنانچہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

” کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یغدو یوم الفطر حتی یاکل تمرات ویاکلھن وتراً۔“ ﴿یعنی آنحضرت ﷺ عید کے دن صبح کو جب تک چند خرمے نہ کھا لیتے عید گاہ کو نہ جاتے اور خرمے جو کھاتے طاق کھاتے۔﴾

۶...... راستے میں عید گاہ جاتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر کہنا سنت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

”انہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یخرج یوم الفطر والا ضحی رافعاً صوتہ بالتھلیل والتکبیر حتیٰ یاتی المصلی۔“ ﴿یعنی آنحضرت ﷺ عید اور بقر عید کے دن عید گاہ جاتے ہوئے جب تک عید گاہ میں نہ پہنچ جاتے برابر تہلیل وتکبیر بلند آواز سے کہا کرتے تھے۔﴾

یعنی: ” اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر۔ لاالہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر۔ اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد۔“ فرمایا کرتے تھے۔

۷...... عیدگاہ جس راستہ سے جاؤ واپسی پر اس کے علاوہ دوسرے راستہ سے آنا سنت ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:

"کان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم اذا خرج الی العید یرجع فی غیر الطریق الذی خرج فیه." ﴿رسول اللہ ﷺ جس راستہ سے عیدگاہ میں جاتے واپسی پر دوسرا راستہ اختیار کرتے۔﴾

۸...... عیدگاہ میں پیدل جانا افضل ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

"من السنت ان یخرج الی العید ما شیًا." ﴿مسنون طریقہ یہ ہے کہ پیدل چل کر جائے۔﴾

۹...... عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ صبح فجر سے ۱۳ ذی الحجہ تک تکبیر کہنا واجب ہے۔ الفاظ تکبیر یہ ہیں:

" اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لااله الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر. اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد." ایک حدیث میں آیا ہے:

" زینو ایامکم بالتکبیر." ﴿ایام کو تکبیر کے ساتھ زینت دو﴾ یعنی کثرت سے تکبیر کا شغل رکھو۔

ذی الحجہ کی دسویں تاریخ قربانی کا دن اور اس کی فضیلت

اس عشرہ کا یہ آخری دن ہے۔ آج کے دن قربانی کرنا شعار اسلام سے ہے۔ آنحضرت ﷺ آج کے دن قربانی کی نسبت فرماتے ہیں:

﴿ترجمہ: دسویں تاریخ ذی الحجہ کو قربانی سے بڑھ کر بندہ کا کوئی کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب نہیں ہے۔ یقیناً وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں' بالوں اور کھروں سمیت آئے گا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی قبولیت کی جگہ میں پہنچ جاتا ہے۔ پس اے قربانی کرنے والے مومنو! اپنے اس عمل کی اس عظمت و قبولیت پر خوش ہو جاؤ۔﴾

قربانی کرنے والوں کو ایک خاص ہدایت

صحیح مسلم میں ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے قربانی کرنے والوں کے لئے یہ ہدایت فرمائی ہے:

"من کان له ذبح یذبحه فاذا اهل هلال ذی الحجة فلا یا خذن من شعره

ولامن اظفاره شیأ حتی یضحی . ”﴿جو شخص قربانی کا سامان کر چکا ہے۔ وہ ذی الحجہ کا چاند ہونے کے بعد اپنے بال اور ناخن نہ لے جب تک قربانی نہ کرلے۔﴾

اس مقدس ارشاد کے مطابق ہر وہ شخص جو قربانی کا ارادہ رکھتا ہے چاند ہونے سے پہلے حجامت وغیرہ سے فارغ ہولے۔ تاکہ چاند کی رات سے لے کر قربانی کرنے تک ممانعت کے ارتکاب سے اپنے مقدس دامن کو گندا نہ ہونے دے۔

قربانی کے جانوروں کی قسمیں

بھیڑ' بکری' اونٹ' گائے' یہ چار قسم کے جانور ہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے جوڑا یعنی نر مادہ ہونے کے لحاظ سے دو قسم ہو جاتا ہے اور اس اعتبار سے کل آٹھ قسمیں ہوئیں۔ اسی لئے سورۃ انعام میں فرمایا:

” ثمانیته ازواج من الضان اثینن ومن المعزاثینن.......... الخ... ومن الا بل اثینن ومن البقراثینن.......... الخ . ”﴿اللہ تعالیٰ نے آٹھ قسمیں جانوروں کی بنائی ہیں۔ بھیڑ میں دو قسم نر و مادہ' اور بکری دو قسم نر و مادہ' اور اونٹنی دو قسم نر و مادہ' اور گاؤ میں دو قسم نر و مادہ۔ اسی طرح کل آٹھ قسمیں ہوئیں۔﴾

علماء نے کہا کہ انہیں اقسام مذکورہ کی قربانی کرنا چاہئے۔ یعنی بھیڑ' بکری' اونٹ گائے' اور بھیڑ ہی کی قسم میں دنبہ بھی ہے۔ اور ایسے ہی بھینس گائے کے حکم میں ہے۔

قربانی کے جانوروں کے اوصاف

قربانی کا جانور جہاں تک ہو عمدہ ہو۔ حدیث شریف میں ہے :۔

”احب الضحا یا الی اللہ اعلا ھاواسمنھا . ”﴿یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ جانور قربانی کا بہت مقبول ہے جو عمدہ اور فربہ ہو۔﴾

ایک حدیث میں ہے کہ قربانی کا جانور بے عیب ہونا چاہیے۔ یعنی اندھا ہو نہ کانا' لنگڑا ہو نہ لولا' اس کی سینگ ٹوٹی ہو نہ اکھڑی' اور کان پھٹا ہو نہ کٹا' پھدا ہو نہ چرا' اس قدر دبلا نہ ہو کہ ہڈی کا گودا جاتا رہا ہو' اور اتنا بوڑھا نہ ہو کہ ریوڑ کے ساتھ چل نہ سکے۔

ایک حدیث میں آپ نے فرمایا کہ آنکھ کان کو اچھی طرح جھانک کر دیکھ لو۔ مگر یہ تمام عیوب اس وقت ناقابل قبول ہیں جب بہت زیادہ صاف طور پر پائے جائیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں عیوب کے سلسلے میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ''کھلا ہوا عیب نہ ہو'' اور حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں :۔

''العضب ما النصف مافوق ذالك . ''﴿ سینگ یا کان کٹنا' پھٹنا' یا ٹوٹنا اس وقت مضر ہوگا جب نصف یا نصف سے زیادہ ہو۔﴾

معلوم ہوا کہ تھوڑا عیب چنداں مضر نہیں۔ مگر جہاں تک عمدہ جانور ذبح کیا جائے وہی افضل ہے اور اسی طرح اگر جانور خریدنے کے وقت صحیح سالم تھا اور مکان پر لانے کے بعد کوئی نقص پیدا ہوگیا تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔ چنانچہ ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے قربانی کے لئے دنبہ خریدا تو بھیڑیئے نے آکر اس کی چکی کاٹ لی۔ آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا تو فرمایا: ''اس کی قربانی کرلو۔''

قربانی کے جانوروں کے اسنان

قربانی کے جانوروں کی کیا عمر ہونی چاہیئے ؟ کتنے برس کے ہوجائیں جب قربانی کے لائق ہوتے ہیں ؟ اس کے متعلق ثنی یا ثنیہ کا لفظ آیا ہے۔ ثنیٰ کے معنی ہیں وہ جانور جو دودھ کا دانت توڑ چکا ہے۔ ثنیہ کے معنی بھی اسی کے قریب ہے۔ وہ جانور جو دودھ والا دانت توڑ کر دوسرا دانت اگا چکا ہو۔ کیونکہ جہاں دانت ٹوٹا ہفتہ عشرہ کے اندر دو دانت جوڑے نکل پڑتے ہیں۔ چونکہ دانت نکلنے کے زمانے مختلف ہوتے ہیں۔ اسی لئے علماء نے اختلاف کیا ہے۔ کسی نے کہا کہ بکری ایک سال کی قربانی کے قابل ہے۔ کسی نے کہا نہیں دو سال کی ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح اور جانوروں کی نسبت بھی اختلاف ہے۔ بعض بکرے ہم نے دیکھے کہ ایک سال پورا ہونے کے ساتھ ان کے دودھ کے دانت ٹوٹ گئے اور نئے دانت نکل آئے اور اسی ساتھ کے ایک بطن کے دوسرے بکرے بھوزیے دانت کے تھے۔ باوجود یہ کہ ڈیڑھ برس کا زمانہ گزر چکا تھا۔

انہیں اختلاف کی بنا پر علماء نے جانوروں کی عمر کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ سب سے آسان اور عمدہ صورت یہ ہے کہ جانور کے دانت دیکھ لئے جائیں اگر دانت ٹوٹ چکا ہے تو قربانی کی جائے ورنہ نہیں۔

لیکن بھیڑ دنبہ ہر حالت میں دانتنے سے قبل ان کی قربانی درست ہے۔ بشرطیکہ سال پورا کر چکا ہو۔

قربانی کے آداب

۱..... ذبح کرنے اور جانور کو زمین پر گرانے سے قبل چھرے تیز کر لئے جائیں۔ حدیث شریف میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔

۲..... جانور کو قبلہ رخ ذبح کیا جائے۔ اس کا بایاں پہلو زمین پر لگا ہو۔ یعنی سر دکھن کی طرف اور پاؤں اتر کی طرف ہوں۔

۳..... قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کیا جائے تو افضل ہے۔ دوسروں کے ہاتھ سے جائز ہے لیکن فضیلت کے خلاف ہے۔

۴..... اگر یہ نہ ہو تو کم سے کم قربانی کو ہاتھ لگائے رہے' اور اگر ہاتھ نہ لگائے تو ہرج نہیں لیکن ہاتھ لگانا افضل ہے۔

۵..... ایک جانور کے سامنے دوسرا جانور ذبح نہ کیا جائے۔ حتی الامکان کسی چیز سے آڑ کر لی جائے۔ ایک بکرے کے ذبح ہو جانے کے بعد دوسرا وہاں ذبح کیا جائے تو مضائقہ نہیں۔

۶..... ذبح کرنے سے قبل یہ دعا پڑھ کر فوراً ذبح کیا جائے:

" انی وجهت وجهی للذی فطراسموات والا رض حنیفا ومااناا من المشرکین ۰ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین ۰ لا شریك له وبذالك امرت وانا اول المسلمین ۰ اللهم منك ولك بسم الله والله اکبر ۰"

یہ تمام مضامین کنزالعمال میں جا بجا مذکور ہیں۔ بخوف طوالت احادیث کے ترجمے پر اکتفا کیا۔ ہر شخص کو ان تمام باتوں کا حتی الامکان خیال رکھنا چاہیئے۔

قربانی میں شرکت

متعدد حضرات اگر مشترکہ طور پر قربانی کر دینا چاہیں تو یہ جائز ہے اور متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ گائے اور اونٹ کے متعلق تو صریح احادیث سے ثابت ہے کہ متعدد اشخاص کی طرف سے قربانی دی جا سکتی ہے۔ ایک گائے میں سات آدمی شامل ہو سکتے ہیں اور اسی طرح اونٹ میں بھی۔

بسلسلہ قادیانی شبہات کے جوابات

ادارہ

نزول کا معنی پیدائش مجازی معنی ہے

سوال نمبر ۶۰: نزول عیسیٰ علیہ السلام سے مراد آسمانوں سے نزول نہیں۔ اس لئے کہ انزلنا کا معنی قرآن میں پیدا کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے: "انزلنا الحدید" ہم نے لوہے کو پیدا کیا وغیرہ۔

جواب: (الف) کسی بھی لفظ کا ایک حقیقی معنی ہوتا ہے۔ دوسرا مجازی۔ ہمیشہ ترجمہ کرتے وقت حقیقی معنی کو ترجیح ہوتی ہے۔ جہاں حقیقی معنی کرنا متعذر ہوں وہاں مجازی معنی لیا جاتا ہے۔

(ب) اگر کہیں مجازی معنی مراد لیا جائے تو اس کا یہ مقصد نہیں ہوگا کہ اب حقیقی معنی کہیں بھی مراد نہیں لیا جائے گا۔ جو شخص کسی مقام پر مجازی معنی کی وجہ سے حقیقی معنی کا انکار کرے وہ تحریف کا مرتکب ہوگا۔ جو باطل ہے۔

(ج) اب دیکھیں کہ نزل' ینزل' نازل' نزول کا حقیقی معنی کیا ہے۔

علامہ راغب اصفہانی نے اپنی کتاب مفردات صفحہ ۷۰۵ میں لکھا ہے: " نزل' النزول فی الاصل ھو انحطاط من علو" نزول کا حقیقی معنی دراصل بلندی سے نیچے کی طرف آنا کے ہیں۔

مصباح اللغات نے لکھا ہے۔: "نزل' نزولاً من علو الی اسفل" اترنا' اتارنا۔

قاضی بیضاوی نے لکھا ہے۔ : "والانزال النقل الشئی من الاعلی الی الاسفل"

غرض یہ بات متعین ہے کہ نزل کا حقیقی معنی بلندی سے نیچے کی طرف اترنا ہے۔ قرآن مجید میں ثلاثی مجرد باب فعل یفعل کے وزن پر نزل ینزل ہمیشہ نزول کے حقیقی معنی میں استعمال ہوا ہے۔

ثلاثی مزید فیہ میں باب افعال: جیسے "انزل' ینزل' انزالاً"

" " باب تفعیل: جیسے " نزل ینزل تنزیلاً"

" " باب تفعل: جیسے "تنزل' یتنزل' تنزلاً"

ثلاثی مزید میں اتارنا' اسباب و علل مہیا کرنا' گویا خلق کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

(ا) عیسیٰ علیہ السلام کے لئے لفظ نزل' ینزل آیا ہے (ثلاثی مجرد) اس کا حقیقی معنی ہی ہمیشہ مراد

ہوتا ہے۔ان کے لئے یہ لفظ دوسرے معنوں میں بھی آیا نہیں۔

(۲) عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نزول کا حقیقی معنی لینے کے دلائل بھی موجود ہیں۔ مثلاً

”ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء“(کنزالعمال ج ۷ ص ۲۶۸)

”لیھبطنّ مسلم فی کتاب الحج“(مسند احمد ج ۲ ص ۱۹۰'حاکم ج ۲ ص ۵۹۵'درمنثور ج ۲ ص ۲۴۵)

”ان عیسیٰ لیمت وانه راجع الیکم“ابن کثیر ج ۱ ص ۶ ۷ ۵'۳۶۶'ابن جریر ج ۳ ص ۲۰۲

”یاتی علیه الفناء“ابن جریر ج ۳ ص ۱۰۸'درمنثور ج ۲ ص ۳

اسی ایک ذات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جن کے متعلق نبی ﷺ نے نزول کا لفظ فرمایا انہیں کے لئے آسمان سے اترنے کی وضاحت بھی کردی۔لفظ آسمان بھی حدیث میں آیا ہے۔ ھبوط نیچے آنا'راجع واپس آنا'لم یمت جو نہیں مرے جو مریں گے'جن پر فنا آئے گی۔ان الفاظات کے استعمال نے ثابت کردیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نزول کا حقیقی معنی مراد ہے اور اوپر (آسمان) سے نیچے (زمین پر) آنا ہے۔

(د) قرآن مجید میں جہاں ”انزلنا لکم الانعام ۰ انزلناالحدید ۰ انزلنا الیکم لباسا“ ہے'اور ان کا معنی اسباب وعلل مہیا کرنا'نازل کرنا'پیدا کرنا آیا ہے۔وہاں ” انزلناہ فی لیلة القدر ۰ ونزل به الروح الامین بالحق انزلناہ وباالحق نزل تنزل الملائکة والروح“بھی آیا ہے جس کا حقیقی معنی سوائے ”نزول من السماء“ کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔اب جب شواہد موجود'قرائن موجود' امت نے چودہ سو سال سے جو عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نزول کے لفظ سے سمجھا وہ تعامل امت موجود ہے' تو یہاں حقیقی معنی نزول کا کرنے کے علاوہ چارہ ہی نہیں ہے۔

(ح) لفظ زکوٰۃ قرآن مجید میں کثرت سے صدقہ'فرضیہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔مگر بعض جگہ قرآن مجید میں طہارت'برکت'صلاحیت'کے معنی میں استعمال ہوا ہے:” خیرا منه زکوٰۃ ورحمه ۰ مازکی منکم ۰ ذالکم ازکیٰ لکم“اب کوئی بدباطن یہ کہہ سکتا ہے کہ زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ فریضہ زکوٰۃ کا انکار کردے اور کہے اس سے مراد طہارت ہے۔دل کی طہارت'جسم کی طہارت وغیرہ اگر ایسے کوئی کہے تو وہ مردود ہوگا۔جس طرح زکوٰۃ کو ہمیشہ طہارت کے معنی میں لینا مردود امر ہے اس طرح انزلنا کو خلقنا کے معنی میں ہمیشہ لینا بھی مردود امر ہے۔

(و) قادیانیوں سے ہمارا سوال ہے کہ اگر نزول کا معنی پیدا ہونا ہے تو پھر دجال یا حضرت مہدی کے لئے نزول کا لفظ کیوں نہیں آیا۔ان کے لئے خروج یا ظہور کا لفظ کیوں آیا ہے؟۔

(ز) مرزا نے لکھا ہے کہ: ”حضرت مسیح تو انجیل کی تعلیم کو ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جابیٹھے۔“(براہین احمدیہ چہار حصص ص ۳۶۱ روحانی خزائن ص ۴۳۱ ج ۱)

اسی طرح مرزا نے ازالہ اوہام ص ۸۱ روحانی خزائن ص ۱۴۲ ج ۳ پر لکھا ہے: ”مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہیں کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“

اب جناب آپ کے مرزا قادیانی نے ان عبارتوں میں رفع ونزول کا خود معنی متعین کردیا ہے کہ رفع کا معنی رفع الی السماء اور نزول کا معنی آسمانوں سے نیچے زمین پر اترنا۔ اب بھی کوئی قادیانی نہ سمجھے تو جائے جہنم میں۔

اس طرح مجمع البحار میں بھی ہے: ”النزول والصعود والحرکات من صفات الاجسام“ نزول وصعود صفات اجسام سے ہے۔ جس وقت اس کی نسبت اجسام خاکیہ کی طرف کی جائے گی تو اس سے نزول وصعود بجسمہ العنصری مراد لیا جائے گا۔ غرض نزول کے حقیقی معنی اعلیٰ سے اسفل کی طرف انتقال کے ہیں۔ دنیا کی کسی کتاب میں اس کا حقیقی معنی اس کے علاوہ نہیں دکھایا جاسکتا ہے۔

(ح) ابن کثیر نے ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ کے حوالہ سے حضرت ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ تین چیزیں زمین پر نازل کی گئی تھیں۔ ان میں سے ایک لوہے کا ہتھوڑا بھی تھا۔ اب تو نزول کا اس آیت: ”انزلنا الحدید“ میں حقیقی معنی ہوگا۔

جواب نمبر ۲: (الف) قادیانی دجل وتحریف کے مطابق تسلیم کرلیں کہ معاذاللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نزول، پیدائش کے معنوں میں ہے۔ تو کیا قادیانی فرمائیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ابھی پیدائش نہیں ہوئی۔ جن کی پیدائش کو صدیاں بیت چکی ہیں ان کے متعلق کہنا ینزل (بقول قادیانی) پیدا ہوں گے چہ معنی دارد؟۔ ہے کوئی قادیانی جو اس عقدہ کو حل کرے؟۔

(ب) مرزائیوں کے نزدیک اگر ینزل سے مراد مرزا صاحب کی تشریف آوری ہے تو پھر ان کا نزول کب مانیں۔ آیا:

۱۸۴۰ء = ماں کے پیٹ سے باہر نکلنے کو۔

۱۸۸۰ء = تاریخ دعویٰ مجددیت کو۔

۱۸۹۲ء = تاریخ دعویٰ مسیحیت کو۔

۱۹۰۱ء = تاریخ دعویٰ نبوت کو۔

پھر بھی آپ کا گزارہ نہیں ہوگا جان نہیں چھوٹے گی۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں جہاں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی خوشخبری دی گئی ہے۔ وہاں کیف انتم یا کیف بکم کے الفاظ ہیں۔ یعنی اس وقت تمہاری (مسلمانوں کی) خوشی کا کیا عالم ہوگا جب تم میں عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔ تو ان کا نزول خوشی عالم اسلام کا باعث ہوگا۔ اب اگر ان کے نزول سے مرزا قادیانی کی تشریف آوری اور اس سے مرزا کی پیدائش ۱۸۴۰ء مراد ہے۔ اس وقت دنیا تو کیا خوش ہوگی۔ خود مرزا بھی چیختا چلاتا' روتا دھوتا ماں کے پیٹ کے بقعہ سے برآمد ہوا تھا۔ اگر ۱۸۸۰ء دعویٰ مجددیت یا دعویٰ مسیحیت ۱۸۹۲ء مراد ہے تو اس وقت علماء کرام اور امت مسلمہ کے ایک دشمن' انگریز کے ایجنٹ و خود کاشتہ پودا کے نزول پر امت (مسلمانوں) کو خاک خوشی ہوئی۔ ۱۹۰۱ء مراد لیا جائے تو وہ سال تو مرزا کے کفر اور اسلام دشمنی کے عین عروج کا سال ہے۔ اس پر مسلمانوں کو کیا خوشی ہوئی۔ حالانکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں: ”کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم“ اے مسلمانو! اس وقت تمہاری خوشی کا کیا عالم ہوگا جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا۔

غرض کسی اعتبار سے لیں' نزول کا حقیقی معنی لئے بغیر چارہ نہیں۔

جواب نمبر ۳: اگر نزول کا معنی پیدائش ہی ہے تو تمام انبیاء پیدا ہوئے کیا کسی نبی کے لئے قرآن وحدیث میں نزول کا لفظ آیا ہے۔ اگر نہیں تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ نزول کا حقیقی معنی بلندی سے اترنا ہے' پیدائش نہیں۔ جہاں کہیں پیدائش کے مضمون میں آیا ہے وہ مجازی ہے' اور یہاں عیسیٰ علیہ السلام کے لئے مجازی معنی کرنا ممکن ہی نہیں۔ اس لئے کہ مسلم شریف صفحہ ۴۰۱ ج ۲ پر ہے:

”اذ بعث اللہ فیکم ابن مریم فینزل عندالمنارۃ البیضاء“ جب کہ بھیجیں گے تم میں اللہ تعالیٰ ابن مریم کو۔ پس وہ منارہ سفید پر نازل ہوں گے۔ اگر نزول کا معنی پیدائش اور ابن مریم کا معنی مرزا غلام احمد قادیانی ہے تو پھر مرزا کی ماں کو مرزا کی پیدائش کے وقت منارہ پر جانا چاہیئے تھا۔ خوب! اس حالت میں تو مرزا صاحب پیدا ہونے سے قبل ہی ماں کو عذاب میں ڈالے ہوئے ہوگا۔ اس لئے تو پنجابی میں کہتے ہیں: ”تیرے جمن تے لعنت“ یعنی اگر ایسے ہی کرتوت کرنے تھے تو اچھا تھا کہ تو پیدا ہی نہ ہوتا۔ قرآن مجید میں ۱۹۲ مقامات پر نزل بلندی سے نیچے اترنا آسمان سے زمین پر اترنے کے معنی میں آیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے لئے یادگاری ٹکٹ

محکمہ ڈاک کی حیرت ناک جسارت

مولانا محمد ازہر

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی ۔ اما بعد:

گزشتہ ماہ محکمہ ڈاک پاکستان نے معروف قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام آنجہانی کے لئے یادگاری ٹکٹ جاری کر کے پاکستان کے تمام مسلمانوں کی انتہائی دل آزاری اور ان کے دینی وملی احساسات وجذبات کو شدید مجروح کیا ہے۔ عبدالسلام قادیانی کون تھا؟ اسے نوبل انعام کیوں دیا گیا؟ پاکستان کے لئے اس نے کونسی "خدمات" انجام دیں؟ مادر وطن کو وہ کس نظر سے دیکھتا تھا؟ امت مسلمہ کے بارے میں اس کے نظریات کیا تھے؟ قادیانیت کے فروغ کے لئے اس نے کیا کچھ کیا؟ ان میں سے کوئی سوال ایسا نہیں جس کا جواب ارباب حکومت 'اہل نظر بلکہ اخبارات ورسائل کا مطالعہ کرنے والے عام مسلمان کو معلوم نہ ہو۔

ڈاکٹر عبدالسلام نہ صرف قادیانی بلکہ قادیانی جماعت کا ایک ممتاز فرد 'پرجوش حامی اور سرگرم مبلغ تھا۔ اپنی زندگی میں پاکستان اور پاکستان سے باہر رہتے ہوئے اس نے قادیانیت کی حمایت و تبلیغ کے اپنے فریضہ کو کبھی فراموش نہیں کیا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے نوبل انعام ملنے کے بعد اپنے نام اور پاکستانی ہونے کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے عرب ممالک میں خود کو مسلمان بلکہ "پہلا مسلمان سائنس دان" کہلوانا شروع کیا۔ پھر ایک سازش کے تحت اسلامی ممالک کے سامنے "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" قائم کرنے کا نعرہ لگا کر پانچ کروڑ ڈالر تقریباً پچاسی ارب روپے ہتھیا لئے۔ اور تعلیم اور سائنس کی آڑ میں سینکڑوں مسلمان نوجوانوں کو قادیانی بنایا۔

جہاں تک ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو نوبل انعام دیئے جانے کا قصہ ہے تو محسن پاکستان 'ایٹمی سائنس دان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے اسی موقع پر ایک انٹرویو میں یہ حقیقت واشگاف کردی تھی کہ یہودیوں نے آئن سٹائن کی صد سالہ برسی کے موقع پر فیصلہ کیا تھا کہ نوبل پرائز اپنی لابی میں جانا چاہیئے۔ چنانچہ قرعہ فال ڈاکٹر عبدالسلام کے نام نکلا۔ یوں ڈاکٹر عبدالسلام نوبل انعام یافتہ ہوئے۔ وگرنہ اہلیت کے لحاظ سے وہ اس عالمی انعام کے حق دار نہ تھے۔ ملاحظہ ہوں ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے کئے گئے سوال وجواب

کے الفاظ :

س :......ڈاکٹر عبدالسلام (قادیانی) کو جو نوبل انعام ملا ہے۔ اس کے بارے میں آپ کی رائے ؟

ج :......وہ بھی نظریات کی بنیاد پر دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام ۱۹۵۷ء سے اس کوشش میں تھے کہ انہیں نوبل انعام ملے۔ آخر کار آئن سٹائن (یہودی) کے صد سالہ یوم وفات پر ان کا مطلوبہ انعام دے دیا گیا۔ دراصل قادیانیوں کا اسرائیل میں باقاعدہ مشن ہے جو ایک عرصہ سے کام کر رہا ہے۔ یہودی چاہتے ہیں کہ آئن سٹائن کی برسی پر اپنے ہم خیال لوگوں کو خوش کر دیا جائے۔ سو ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی (یہودیوں کا ہم نوا ہونے کی وجہ سے) انعام سے نوازا گیا۔ (ہفت روزہ "چٹان" لاہور۔ ۶ فروری ۱۹۷۶ء جلد ۲ شمارہ ۴)

پاکستان میں ڈاکٹر عبدالسلام متعدد کلیدی عہدوں پر فائز رہا۔ اسے ہر طرح کی سرکاری مراعات اور حسن کارکردگی کے مختلف ایوارڈوں سے نوازا گیا۔ ڈاکٹر آف سائنس کی اعزازی ڈگری دی گئی۔ لیکن ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کو کیا دیا؟ کسی سائنسی شعبہ میں اپنی کوئی دریافت پیش کی؟ کونسا معرکہ سر کیا؟ اس کا جواب ان کے بہی خواہوں کے پاس بھی نہیں ہے۔

بلکہ مادر وطن سے ہر طرح کے مفادات اٹھانے اور اعزازات و مراعات حاصل کرنے والے احسان فراموش ڈاکٹر عبدالسلام کو جب نوبل انعام دیا گیا تو ایسے موقع پر اس نے اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا :

"میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا غلام ہوں۔ پھر مسلمان ہوں اور پھر پاکستانی۔" (ہفت روزہ "زندگی" لاہور ۱۴ جون ۱۹۹۰ء)

وطن عزیز کو ڈاکٹر عبدالسلام اور دوسرے قادیانی کس نظر سے دیکھتے ہیں اور اس کے لئے ان کے جذبات کیا ہیں؟ اس کا اندازہ ڈاکٹر عبدالسلام کے ان ریمارکس سے ہو سکتا ہے جو اس نے پاکستان میں منعقدہ ایک سائنسی کانفرنس میں شرکت کے دعوت نامہ کے جواب میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو لکھے تھے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب قومی اسمبلی نے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ یہ دعوت نامہ جب ڈاکٹر عبدالسلام کے پاس پہنچا تو اس نے مندرجہ ذیل ریمارکس کے ساتھ وزیر اعظم سیکرٹریٹ کو واپس کر دیا : "I do not want to set foot on this accursed land until the Constitutional Amendment is withdraw." ترجمہ : میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا

جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔﴾ (ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور۔ جون ۱۹۸۶ء شمارہ ۲۲)

یہ آئینی ترمیم اب بھی دستور پاکستان کا لازمی حصہ ہے اور انشاء اللہ صبح قیامت تک جب تک محمد عربی ﷺ کے نام لیوا موجود ہیں۔ آئین پاکستان کا لازمی حصہ رہے گی۔ ظاہر ہے کہ اس ترمیم کے ہوتے ہوئے قادیانیوں کے نزدیک پاکستان بد ستور ایک ''لعنتی ملک'' ہے۔ اس سے عبدالسلام قادیانی اور دیگر قادیانیوں کی نظر میں پاکستان کی عزت وحرمت اور محبت واضح ہو رہی ہے۔

پاکستان سے نفرت کی وجہ سے ڈاکٹر عبدالسلام کو پاکستان کا ایٹمی طاقت بننا بھی پسند نہیں تھا۔ اس مقصد کے لئے وہ آخر وقت تک پاکستان دشمن ممالک کے آلہ کار کے طور پر کام کرتا رہا۔ اسی لئے وہ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے ایٹم بم کے حوالہ سے شدید نفرت کرتا تھا۔ جبکہ ان کے مقابلہ میں بھارت کے سائنس دان ڈاکٹر ''سوامی ناتھن'' اور بھارت کے ایٹمی انرجی کمیشن کے سربراہ ''بھابھا'' کی تعریف کرتا تھا اور انہیں ''فخر انڈیا'' قرار دیتا تھا۔ چنانچہ جب مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے برسر اقتدار آنے کے صرف ایک ماہ بعد ۲۰ جنوری ۱۹۷۲ء کو پاکستان کے اندرون اور بیرون ملک سے چیدہ چیدہ سائنس دانوں کو ملتان میں جمع کیا اور ان کے سامنے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ پاکستان کو جلد از جلد ایٹمی قوت بنادینا چاہتے ہیں تو ان کے سائنسی مشیر ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے نہ صرف اس سے اختلاف کیا بلکہ اسے ناممکن قرار دیا۔ پاکستان کے نامور صحافی جناب زاہد ملک نے اپنی کتاب ''ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور اسلامی بم'' میں اس واقعہ کی روداد اور ڈاکٹر عبدالسلام کے کردار پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ملاحظہ ہو (ص ۱۲۴ طبع سوم ۱۹۸۹ء)

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور دیگر قادیانیوں کی امیدوں' آرزؤں اور سازشوں کے علی الرغم اللہ تعالیٰ نے مسلمانان پاکستان کو ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کو یہ ہمت وتوفیق عطا فرمائی کہ وہ بھارت کے ایٹمی دھماکوں کا منہ توڑ جواب دے سکیں۔ •• فالحمدللّٰہ علیٰ ذٰلک •• مسرت وشکر کے اس موقع پر ہر محب وطن خوشی سے سرشار اور بارگاہ ایزدی میں شکر گزار تھا۔ لیکن قادیانی امت کے دلوں پر کیا بیت رہی تھی؟ روزنامہ ''نوائے وقت'' کی رپورٹ کے مطابق:

''گزشتہ روز پاکستان کے کامیاب ایٹمی دھماکوں کا اعلان کرتے ہوئے ربوہ کے سرکردہ قادیانیوں کے خفیہ اجلاس منعقد ہوئے۔ ربوہ میں ہو کا عالم تھا۔ قادیانیوں کے چہرے مرجھائے ہوئے تھے۔ جبکہ مسلمانوں کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔'' (روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور۔ ۲۹ مئی ۱۹۹۸ء)

قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے لندن میں پاکستان کے ایٹمی دھماکوں پر تضحیک آمیز تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ :

"ایٹمی دھماکہ کر کے جشن منالو۔ پتہ اس وقت لگے گا جب بھوک ناچے گی۔ جنونی دور ختم ہوگا تو ملک کا رہا سہا نظام بھوک کے عوام اپنی بغاوت کے ذریعے ختم کر دیں گے۔"(روزنامہ "خبریں" لاہور۔ ۹ جون ۱۹۹۸ء)

ڈاکٹر عبدالسلام نے قادیانیت کے فروغ کے لئے کیا خدمات انجام دیں؟ ان کو جاننے کے لئے محمود مجیب اصغر قادیانی کے کتابچہ "ڈاکٹر عبدالسلام" کا صرف ایک اقتباس ہی کافی ہے :

"انہوں نے (ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی) نے دین (قادیانیت) کو دنیا پر ہمیشہ مقدم رکھا ہے اور سائنس دانوں اور بڑے بڑے لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ شاہ سویڈن کو نوبل انعام حاصل کرنے کے دنوں میں قرآن کریم (کا قادیانی ترجمہ) اور حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے اقتباسات کا انگریزی ترجمہ پہنچا کر آئے۔ اسی طرح شاہ حسن کو مراکش میں (قادیانی) لٹریچر دے کر آئے۔"(ڈاکٹر عبدالسلام" از محمود مجیب اصغر ص ۵۶)

طوالت کے خوف سے ہم اپنی معروضات ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے گھناؤنے کردار کی ایک جھلک تک محدود کر رہے ہیں۔ ورنہ اس کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی نے اسلام اور مسلمانوں کے متعلق جن خیالات یا ہفوات کا اظہار کیا ہے اس کے لئے ایک دفتر بھی ناکافی ہے اور ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے پیروکار ہونے کی حیثیت سے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے عقائد و نظریات بھی وہی تھے جو مرزا غلام احمد قادیانی کے تھے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں شمس العلماء حضرت مولانا شمس الحق افغانی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ : "مرزا غلام احمد قادیانی نے جو گالی دنیا بھر کے مسلمانوں کو دی ہے۔ اس کے مقابل میں اگر سب مسلمان مل کر بھی اسے برا بھلا کہیں تو مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس نے اپنے مخالفوں کے لئے "حرامی" کی گالی تجویز کی ہے۔ جس میں مرزا کے زمانے کے تمام مسلمانوں سے لے قیامت تک کے سب چھوٹے بڑے مرد، عورت، بچے بوڑھے شامل ہیں۔"

حضرت افغانی" کا اشارہ مرزا قادیانی کی کتاب "آئینہ کمالات" کی اس عبارت کی طرف ہے۔ جس

میں اس نے اپنے نہ ماننے والوں کو "ذریۃ البغایا" (کنجریوں کی اولاد) قرار دیا ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷ 'مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

یہی بات مرزا قادیانی نے اپنی کتاب "انوار اسلام" کے صفحہ ۲۰ پر لکھی ہے کہ: "جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو سمجھا جائے گا کہ اسکو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔ وہ حلال زادہ نہیں۔"

ہمیں پورا یقین ہے کہ پاکستان بلکہ تمام عالم کے مسلمانوں کی طرح صدر پاکستان جناب محمد رفیق تارڑ' وزیر اعظم جناب نواز شریف' چیف آف آرمی سٹاف' سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور قومی اسمبلی و سینٹ کے سپیکر و چیئرمین' مرزا غلام احمد قادیانی کو کذاب' دجال اور نبوت کا جھوٹا دعویدار سمجھتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ان تمام معززین کو جو گالی مرزا غلام احمد قادیانی نے اور مرزا کے پیروکار ہونے کی وجہ سے بالواسطہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے دی ہے۔ کیا اس کے بعد بھی یہ شخص اس اعزاز کا مستحق ہے کہ اس کے لئے یادگاری ٹکٹ جاری کیے جائیں؟ کیا محکمہ ڈاک کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ اسلام' اہل پاکستان اور سرزمین پاک کے متعلق گستاخانہ اور باغیانہ نظریات رکھنے والے اور ملک کے صدر اور وزیر اعظم کو "ذریۃ البغایا" (کنجریوں کی اولاد) کہنے والے شخص کی اس طرح عزت افزائی کرے؟

ہمارے نزدیک ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے لئے یادگاری ٹکٹ جاری کرنا محکمہ ڈاک کی سنگین غلطی اور انتہائی قابل ملامت فعل ہے۔ محکمہ ڈاک کے ذمہ داران کو ان ٹکٹوں کی اشاعت فوری طور پر روکنی چاہیے اور موجودہ سٹاک کو ضائع کرنے کے علاوہ اللہ تعالیٰ سے اس قبیح فعل کی معافی مانگنی چاہیے۔ اور اپنی اسی توبہ کا اعلان اور تشہیر کرنی چاہیے۔ ہم عقیدہ ختم نبوت پر یقین رکھنے والے تمام مسلمانوں سے بھی استدعا کرتے ہیں کہ وہ ان مکروہ ڈاک ٹکٹوں کو استعمال میں نہ لائیں۔ اوور ان کی اشاعت روکنے کے لئے اپنا پورا اثرورسوخ استعمال کریں۔

(بشکریہ ماہنامہ الخیر ملتان)

پروفیسر منور احمد کا تیرہ قادیانیوں سمیت قبول اسلام

محمود آباد جہلم کے معروف قادیانی خاندان کے پروفیسر منور احمد قادیانی نے گزشتہ دنوں جامعہ حنفیہ جہلم میں حضرت قاری خبیب احمد صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اور جمعہ کے اجتماع عام میں (جامع مسجد گنبد والی) قبول اسلام اور قادیانیت ترک کرنے کا اعلان کیا۔ ان کے والد صاحب اور خاندان کے دوسرے افراد نے گجر خان کے مولانا غلام یاسین صاحب کی جامع مسجد میں جمعۃ الوداع پر قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گجر خان کے سرپرست جامع مسجد خلفائے راشدین کے خطیب و مدرسہ کے مہتمم بزرگ عالم دین حضرت مولانا عبدالمتین صاحب سے ملنے کے لئے پروفیسر منور احمد تشریف لائے۔ انہوں نے مولانا کو بتایا کہ قادیانیت پر میں نے ریسرچ کی۔ قادیانی جماعت جہلم کا میں نائب صدر تھا۔ مگر سوال و جواب بحث و مباحثہ پر قادیانی جماعت مجھے مطمئن نہ کر سکی۔ چنانچہ میں اپنے خاندان کے ۱۳ افراد کے ساتھ قادیانیت پر لعنت بھیج کر مسلمان ہو گیا۔ مولانا عبدالمتین صاحب کی خواہش پر انہوں نے ذیل کی تحریر بھی ہفتہ وار ختم نبوت اور ماہنامہ لولاک میں اشاعت کے لئے لکھ کر دی۔ تحریر یہ ہے:

میرا تعلق محمود آباد جہلم شہر سے ہے۔ ہم چار پشتوں سے جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارا خاندان ایک مذہبی خاندان ہے جماعت احمدیہ کے لئے ہر مرحلہ پر قربانیوں اور خدمات میں ہمارا خاندان پیش پیش رہا ہے۔ میں نے ۱۹۸۴ء میں ایم ایس سی فزکس کی اور ۱۹۸۶ء سے مختلف کالجوں میں فزکس پڑھا رہا ہوں۔ سائنس کے میدان میں اور خصوصاً شمسی توانائی کے میدان میں کافی ریسرچ کی ہے۔ اور خدا نے مجھے کئی ایجادات سے نواز ہے۔ جن میں سے چار بطور patent رجسٹر ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ ٹی وی اور اخبارات کے ذریعہ خاص عزت و شہرت ملی ہے۔ جس طرح سائنس کے میدان میں ریسرچ کی ہے اسی طرح مذہب کے میدان میں جماعت احمدیہ پر بھی ریسرچ کی ہے۔ ۱۹۹۰ء سے شروع کی جانے والی ریسرچ کے نتیجہ میں میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ احمدیت میں مذہب کی بجائے صرف پیسے کو اہمیت ہے۔ یہ صرف چندہ اور پیسا اکٹھا کرنے کا ایک نظام ہے۔ مذہب کو صرف چھتری کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ نہ ہی اس میں توحید ہے اور نہ ہی زکوٰۃ کا نظام نہ ہی عدل و انصاف ہے اور نہ ہی اسلامی روح۔ آخر اسی ریسرچ کے نتیجہ میں میں نے امسال جمعۃ الوداع ۹۹/۱/۱۵ کے موقع پر اپنے اہل خانہ اپنے بڑے بھائی ملک حفیظ احمد اور ان کے اہل خانہ اپنے والد ملک محمد سلیم ولد ملک اللہ دین اور ملک عبدالرحیم ولد ملک محمد ابراہیم سمیت ۱۳ افراد کے ساتھ احمدیت کے تمام عقائد سے بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور اس بات کا اقرار بھی کر لیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کسی بھی مدعی نبوت کو نبی یا مذہبی مصلح تسلیم نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اب میرا جماعت احمدیہ کی لاہوری یا قادیانی شاخ سے تعلق ہے۔ اور نہ ہی انشاء اللہ آئندہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین اسلام پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

العرف الوردی فی اخبار المہدی

تصنیف: علامہ جلال الدین سیوطیؒ

ترجمہ: مولانا قاری قیام الدین الحسینی مدظلہ

قسط نمبر ۸

وأخرج (ك) أيضا عن محمد بن حمير قال: المهدي أزج أبلج أعين يجيء من الحجاز حتى يستوي على منبر دمشق وهو ابن ثمان عشرة سنة ۔

وأخرج (ك) أيضا عن علي بن أبي طالب قال: المهدي مولده بالمدينة من أهل بيت النبي ﷺ واسمه اسم نبي ومهاجره بيت المقدس كث اللحية أكحل العينين براق الثنايا في وجهه خال في كتفه علامة النبي يخرج براية النبي ﷺ من مرط مخملة سوداء مربعة فيها حجر لم تنشر منذ توفي رسول الله ﷺ ولا تنشر حتى يخرج المهدي يمده الله بثلاثة آلاف من الملائكة يضربون وجوه من خالفهم وأدبارهم يبعث وهو ما بين الثلاثين الى الأربعين ۔

وأخرج (ك) أيضا عن علي قال: المهدي مني من قريش آدم ضرب من الرجال ۔

وأخرج (ك) أيضا عن أرطاة قال: المهدي ابن عشرين سنة، وأخرج أيضا عن ابن مسعود عن النبي ﷺ قال: اسم المهدي محمد ۔

مہدی کا حلیہ

ترجمہ:۔ حضرت محمد حمیرؒ سے روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان لمبی پنڈلیوں والے جدا جدا آبروں والے اور قدرے بڑی آنکھوں والے ہوں گے۔ ارض حجاز سے آکر جامع دمشق کے منبر پر جلوہ افروز ہوں گے۔ اس وقت وہ اٹھارہ سالہ ہوں گے۔ حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان جو نبی ﷺ کے اہل بیت میں سے ہیں ان کی جائے پیدائش مدینہ منورہ ہے اور ان کا نام نبی ﷺ کے موافق اور ان کی جائے ہجرت بیت المقدس ہے۔ آپ علیہ الرضوان حلیہ کے اعتبار سے گھنی داڑھی‘ سرگیں آنکھوں اور سامنے کے چمکدار دانتوں والے ہوں گے۔ آپ کے چہرے میں ”تل“ ہوگا اور آپ کے کندھے میں نبی ﷺ کی علامت ہوگی نبی ﷺ کے جھنڈے کے ساتھ جو نقش ونگار والی سیاہ اور چہار گوشہ چادر سے بنا ہوا ہوگا ظاہر ہوں گے۔ اس جھنڈے میں ایک رکاوٹ ہوگی جس کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کی وفات سے لے کر حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور تک کھولا نہیں جائے گا اللہ تعالیٰ تین ہزار ایسے فرشتوں سے ان کی مدد کریں گے جو ان کے مخالفین کے چہروں اور پیٹھوں پر ماریں گے۔ تیس سال سے چالیس سال تک کی

درمیانی عمر میں انہیں مبعوث کیا جائے گا۔ حضرت علی ﷜ سے روایت ہے کہ مہدی علیہ الرضوان میری اولاد اور قبیلہ قریش سے گندمی رنگ لوگوں میں ہوں گے۔ حضرت ارطاہ ﷜ سے روایت ہے کہ مہدی علیہ الرضوان بیس سالہ شخص ہوں گے اور حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کا نام محمد ہوگا۔

وأخرج (ك) أيضا عن أبي سعيد الخدري عن النبي ﷺ قال: اسم المهدي اسمي ●

وأخرج (ك) أيضا عن قتادة قال: قلت لسعيد بن المسيب: المهدي حق هو؟ قال نعم قلت ممن هو؟ قال من ولد فاطمة ●

وأخرج (ك) أيضا عن ابن عباس قال: المهدي شاب منا أهل البيت قيل يعجز عنها شيوخكم ويرجوها شبابكم؟ قال: يفعل الله ما يشاء ●

وأخرج (ك) أيضا عن ابن عباس قال: المهدي منا يدفعها الى عيسى ابن مريم ●

وأخرج (ك) أيضا عن علي عن النبي ﷺ قال: المهدي رجل من عترتي يقاتل على سنتي كما قاتلت أنا على الوحي ●

قرار واقعی شخصیت

ترجمہ :۔ حضرت ابوسعید خدری ﷜ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مہدی علیہ الرضوان کا نام میرے نام والا ہوگا۔ حضرت قتادہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن المسیب ﷜ سے دریافت کیا کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان واقعی شخصیت ہیں فرمایا' ہاں۔ میں نے دریافت کیا کہ وہ کس شخص کے خاندان میں سے ہوں گے۔ انہوں نے جواباً" فرمایا کہ حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہوں گے۔ نعیم بن حمادؒ حضرت ابن عباس ﷜ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان ہم اہل بیت میں سے ایک نوجوان شخص ہوں گے دریافت کیا گیا کہ آپ کے بڑے تو اس (امارت و حکومت) کو پا نہ سکے اور آپ کے نوجوان اس کے امیدوار ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہیں کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس ﷜ سے روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان ہم اہل بیت میں سے (امیر خلیفہ) ہوں گے وہ امارت کو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے سپرد کردیں گے۔ نعیم بن حمادؒ نے حضرت علی ﷜ کے حوالہ سے نبی ﷺ کا یہ ارشاد گرامی نقل کیا ہے۔ کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان میری اولاد سے ہوں گے جو میری سنت کی روشنی میں ایسے قتال کریں گے جیسے میں نے وحی کی روشنی میں قتال کیا۔

وأخرج (ك) أيضا عن الزهري قال. يخرج المهدي بعد الخسف في ثلاثمائة وأربعة عشر رجلا عدد أهل بدر فيلتقي هو وصاحب جيش السفياني وأصحاب المهدي يومئذ جنتهم البراذع

ـ یعنی تراسهم ـ ویقال انه یسمع یومئذ صوت مناد من السماء ینادی ألا إن أولیاء الله أصحاب فلان ـ یعنی المهدی ـ فتکون الدبرة علی أصحاب السفیانی فیقتلون لا یبقی منهم إلا الشرید فیهربون الی السفیانی فیخبرونه ویخرج المهدی الی الشام فیتلقی السفیانی المهدی ببیعته ویسارع الناس الیه من کل وجه ویملأ الأرض عدلا ، وأخرج أیضا عن ابن مسعود قال : یبایع للمهدی سبعة رجال علماء توجهوا الی مکة من أفق شتی علی غیر میعاد قد بایع لکل رجل منهم ثلثمائة وبضعة عشر رجلا فیجتمعون بمکة فیبایعونه ویقذف الله محبته فی صدور الناس فیسیر بهم وقد توجه إلی الذین بایعوا السفیانی بمکة علیهم رجل من جرم فاذا خرج بین مکة خلف أصحابه ومشی فی إزار ورداء حتی یأتی الحرم فیبایع له فیندمه کلب علی بیعته فیأتیه فیستقیله البیعة فیقتله ثم یغیر جیوشه لقتاله فیهزمهم ویهزم الله علی یدیه الروم ویذهب الله علی یدیه الفقر وینزل الشام ہ

خسف کے بعد

ترجمہ :۔ نعیم بن حماد ؒ نے امام زھری ؒ کا قول نقل کیا ہے کہ واقعہ خسف کے پیش آجانے کے بعد شرکائے بدر کی تعداد میں تین سو چودہ آدمیوں کو حضرت امام مہدی علیہ الرضوان لے کر نکلیں گے۔ پس انکا اور لشکر سفیانی کے امیر کا مقابلہ ہو گا۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ساتھیوں کی ڈھال اس وقت پالان کے نیچے ڈالے جانے والے کمبل ہوں گے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس دن آسمان سے ایک منادی ندا لگائے گا۔ خبردار بیشک اللہ تعالیٰ کے دوست فلاں (حضرت مہدی علیہ الرضوان) کے ساتھی ہیں۔ آخر کار سفیانی کے حامیوں کو شکست ہوگی اور وہ قتل کئے جائیں گے صرف بھاگنے والے ہی بچیں گے یہ سفیانی کی طرف بھاگ کھڑے ہوں گے اور اسے اپنی شکست سے باخبر کریں گے اور حضرت مہدی علیہ الرضوان شام کی طرف روانہ ہوں گے۔ پس سفیانی حضرت مہدی علیہ الرضوان کی بیعت کرے گا' اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کی طرف ہر طرف سے لوگ لپک لپک کر پہنچیں گے اور آپ زمین کو عدل سے بھردیں گے۔

نعیم بن حماد ؒ نے حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی بیعت کے لئے مختلف اطراف سے بلا تعین وقت سات علماء مکہ مکرمہ کا رخ کریں گے ان میں سے ہر شخص کے ہاتھ پر تقریباً" تین سو تیرہ (۳۱۳) افراد بیعت کریں گے۔ پس وہ مکہ مکرمہ میں اکٹھے ہوجائیں گے اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کی بیعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی محبت لوگوں کے سینوں میں ڈال دیں گے۔ پس آپ ان کے ہمراہ (شام کی طرف) روانہ ہوں گے' اور ان لوگوں کا رخ کریں گے جنہوں نے مکہ مکرمہ میں سفیانی کی بیعت کی ہوگی۔ اور ان پر قبیلہ حرام کا ایک شخص امیر ہوگا۔ جب مکہ مکرمہ کے درمیان آپ کا خروج ہوگا تو وہ

اپنے ساتھیوں کو پیچھے چھوڑ کر تہبند پہنے ہوئے اور چادر اوڑھے ہوئے چل کر حرم میں حاضر ہوگا۔ پس آپ کی بیعت کرے گا بعد ازاں اس بیعت کرنے پر قبیلہ کلب کے لوگ اسے شرم دلائیں گے۔ وہ آپ کے پاس حاضر ہوکر بیعت فسخ کردے گا۔ پس آپ اسے قتل کردیں گے اس کے بعد اس کے لشکر آپ سے قتال کرنے کے لئے شب وخون ماریں گے۔ لیکن آپ انہیں شکست سے دوچار کردیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھوں رومیوں کو پسپا کردیں گے۔ فقر وفاقہ کو دور فرمائیں گے اور پھر آپ شام میں قیام فرمائیں گے۔

وأخرج (ك) أيضا عن أرطاة قال : يدخل الصخرى الكوفة ثم يبلغه ظهور المهدى بمكة فيبعث اليه من الكوفة بعثا فيخسف به فلا ينجو منهم إلا بشير الى المهدى ونذير الى الاصطخرى فيقبل المهدى من مكة . والصخرى من الكوفة نحو الشام كأنهما فرسا رهان فيسبقه الصخرى فيقطع بعثا آخر من الشام الى المهدى فيأتون المهدى بأرض الحجاز فيبايعونه بيعة الهدى ويقبلون معه حتى ينتهوا الى حد الشام الذى بين الشام والحجاز فيقيم بها ويقال له : انفذ فيكره المجاز ويقول اكتب الى ابن عمى فلان بخلع طاعتى فأنا صاحبكم فاذا وصل الكتاب الى الصخرى بايع وسار الى المهدى حتى ينزل بيت المقدس ولا يترك المهدىّ يد رجل من الشام فتراً من الأرض الا ردها على أهل الذمة ورد المسلمين الى الجهاد جميعا فيمكث فى ذلك ثلاث سنين ثم يخرج رجل من كلب يقال له كنانة بعينه كوكب فى رهط من قومه حتى يأتى الصخرى فيقول : بايعناك ونصرناك حتى إذا ملكت بايعت هذا ليخرجن فليقاتلن فيقول : فيمن أخرج ؟ فيقول لاتبقى عامرية أمها أكبر منك إلا لحقتك لايتخلف عنك ذات خف ولا ظلف فيرحل وترحل معه عامر بأسرها حتى تنزل بيسان ويوجهه اليهم المهدى راية وأعظم راية فى زمان المهدى مائة رجل فينزلون على ماء ثم ابراهيم فتصف كلب خيلها ورجلها وإبلها وغنمها فاذا تشاءمت الخيلات ولت كلب أدبارها وأخذ الصخرى فيذبح على الصفا المتعرضة على وجه الارض عند الكنيسة التى فى بطن الوادى على طرف درج طور زيتا المقنطرة التى على يمين الوادى على الصفا المتعرضة على وجه الأرض عليها يذبح كما تذبح الشاة فالخائب من خاب يوم كلب حتى تباع العذراء بثمانية دراهم ۔

ترجمہ :۔ نعیم بن حمادؒ حضرت ارطاہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ سخری (سفیانی) پہلے کوفہ میں داخل ہوگا بعد ازاں اسے مکہ مکرمہ میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کی خبر ملے گی۔ پس وہ ان کی طرف کوفہ سے ایک جنگجو لشکر روانہ کرے گا لیکن اسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ان میں سے حضرت مہدی علیہ الرضوان کو فتح کی خوشخبری دینے والے اور سخری کو اس کے لشکر کی تباہی کی بدخبری دینے والے کے سوا کوئی نہیں بچے گا۔ پس ازاں حضرت مہدی علیہ الرضوان مکہ مکرمہ سے اور سخری کوفہ سے شام کی طرف روانہ ہوں گے۔

جماعتی سرگرمیاں

لبرٹی پاور پلانٹ میں قادیانیوں کی شرانگیزیاں

میرپور ماتھیلو لبرٹی پاور پلانٹ اور گردونواح میں قادیانیوں نے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے اپنا لٹریچر تقسیم کرنا شروع کردیا اور سرعام مسلمانوں کو اپنے جھوٹے مذہب کی تبلیغ شروع کردی۔ ارشد اور عبدالحکیم نامی قادیانی لڑکے مسلمانوں میں لٹریچر تقسیم کرتے اور تبلیغ کرتے ہوئے پکڑے گئے لیکن انتظامیہ نے کوئی کارروائی نہیں کی۔

لہذا مسلمانوں نے حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب لغاری اور دوسرے مقامی علماء کرام کے تعاون سے لبرٹی پاور پلانٹ کے قریب گاؤں میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن صاحب‘ حضرت مولانا قاری خلیل احمد صاحب سکھر‘ اور حضرت مولانا محمد حسین ناصر نے شرکت کی۔ ان حضرات نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ میرپور ماتھیلو میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کا سدباب کرے۔ ورنہ میرپور ماتھیلو کے غیور مسلمان مجبور ہوں گے کہ خود ان کا ناطقہ بند کردیں اور ملک دشمن عزائم رکھنے والے قادیانیوں کو لگام دیں۔ حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن نے اپنے خطاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور قرآن وحدیث کی روشنی میں نہایت تفصیل سے بیان فرمایا اور قادیانیوں کی واردات اور تکذیب کے بارے میں مسلمانوں کو آگاہ کیا کہ یہ قادیانی ٹولہ قرآن وحدیث کو جھٹلاتا ہے۔ مرزا قادیانی ختم نبوت کا انکار کرکے خود کبھی مسیح موعود بنتا ہے کبھی مہدی موعود بنتا ہے اور یہ انگریز کا خودکاشتہ پودا نبوت کا دعویٰ کرکے ہم مسلمانوں کی غیرت ایمانی کو چیلنج کرتا ہے‘ اور ہم مسلمان غفلت کی نیند سو رہے ہیں۔ قادیانی ہمارے ایمان کے بھی دشمن ہیں اور ہمیں طرح طرح کے دھوکے دیتے ہیں اور ملک کے بھی دشمن ہیں۔ مسلمانوں سے وعدہ لیا کہ وہ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کریں گے۔

مولانا نے فرمایا کہ چودہ سوسالہ تاریخ گواہ ہے کہ آج تک کبھی بھی منکر ختم نبوت اور جھوٹے مدعی نبوت کو معاف نہیں کیا۔ حضور ﷺ کے فرمان عالی شان کے مطابق مسیلمہ کذاب کو صحابہ کرامؓ نے خود

جہنم واصل کیا اسی طرح قادیانی واجب القتل ہیں۔اس حکم پر عمل کرنا اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ان حضرات نے نعیم ڈار قادیانی' راجہ خالد داؤد قادیانی اور دوسرے قادیانیوں کو خبردار کیا کہ آئندہ اگر انہوں نے کسی مسلمان کو اپنے دجل اور فریب کے ذریعہ دھوکہ دینے کی کوشش کی تو مسلمان سنت صدیقی پر عمل کرنے پر مجبور ہونگے۔یہ کانفرنس جو صبح دس بجے شروع ہوئی تھی شام پانچ بجے حضرت مولانا قاری خلیل احمد صاحب خطیب جامع مسجد بندر روڈ سکھر کی دعا کے ساتھ خیر و عافیت کے ساتھ ختم ہوئی۔

اس کانفرنس سے جو ۱۳ دسمبر کو ہوئی قادیانی بہت زیادہ پریشان ہوئے اور مسلمانوں کے خلاف قتل کے منصوبے بنانے لگے۔لہذا ۱۶ دسمبر کو انہوں نے اس کا ثبوت اس وقت دیا کہ جب کانفرنس کا انتظام کرنے والے بشیر احمد بھیو بھاول بھیو محمد پنھل بھیو کی ایک سیکورٹی افسر سے تلخ کلامی ہوئی۔ نعیم ڈار قادیانی جو لبرٹی پاور پلانٹ میں بڑا آفیسر ہے اس کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اندر سے حکم دیا کہ فوراً گولی چلادو اور ان کو ختم کردو۔لہذا تینوں مسلمانوں کو گولیاں مار کر شدید زخمی کردیا گیا۔ سیکورٹی آفیسر سلیم اور نعیم ڈار قادیانی کے خلاف ایف آئی آر درج کرائی اور مولانا محمد اسحاق لغاری اور دوسرے مسلمانوں نے مطالبہ کیا کہ ان کو گرفتار کیا جائے۔لیکن انتظامیہ نے روایتی بے حسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کو گرفتار کرنے کی بجائے تحفظ فراہم کیا۔اس وقت انتظامیہ کا پورا پورا تعاون قادیانیوں کو حاصل ہے۔میرپور ماتھیلو کے تمام مسلمانوں نے ڈی سی عبدالستار مانیکا اور ایس پی سے مطالبہ کیا ہے کہ مذکورہ مجرموں کو گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دی جائے۔

قرآن پاک کی بے حرمتی

ہول سیل نیو سبزی مارکیٹ سکھر میں ایران سے آنے والی سیب کی پیٹیوں میں قرآن پاک کے اوراق کو کاٹ کر ردی کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔جیسے ہی ایرانی سیب کی پیٹیاں نیلامی کے لئے کھولیں تو قرآنی اوراق کے ٹکڑے کثیر تعداد میں برآمد ہوئے۔اس بے حرمتی پر سبزی مارکیٹ کے آڑھتیوں میں اشتعال پھیل گیا۔جس کے بعد سبزی مارکیٹ کے صدر آغا سید محمد شاہ کی طرف سے ایرانی مال کے بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا اور سکھر کی مختلف مساجد میں خصوصاً جامع مسجد بندر روڈ میں حضرت مولانا قاری خلیل احمد صاحب نے پرجوش نعروں کی گونج میں ایرانیوں کے اس قبیح فعل پر قرارداد مذمت عظیم اجتماع میں پاس کرائی اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ ایران سے اس مسئلہ پر احتجاج کریں۔یاد رہے کہ تین سال قبل

ہول سیل سبزی مارکیٹ کراچی میں بھی ایسا واقعہ ہو چکا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مرکزی قائدین آغا سید محمد شاہ' حضرت مولانا قاری خلیل احمد' حضرت مولانا بشیر احمد' محمد سعید شیخ' قاری عبدالحفیظ اور حافظ محمد حسین ناصر کی طرف سے ایرانیوں کے اس قبیح فعل پر بھرپور مذمت کی گئی۔

حضرت حافظ عبدالحمید نیازی کی وفات

... کے حضرت حافظ عبدالحمید کا ۶ فروری ۱۹۹۹ء کو انتقال ہو گیا۔ اللہ رب العزت مر[illegible]م کو [illegible]ٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ محترم حافظ عبدالرشید اور مولانا عطاء المنعم کے اس صدمہ میں ادارہ لولاک برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ قدرت حق مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے۔

حاجی جان محمد صاحب کا وصال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیرینہ کارکن 'الحاج جان محمد صاحب (آغا پورہ) کا ۷ فروری ۱۹۹۹ء کو ملتان میں وصال ہو گیا۔ جامعہ خیر المدارس میں آپ کا جنازہ ہوا۔ حق تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائیں۔ (آمین)

حافظ عبدالغفور کی وفات

مدرسہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سابق مدرس حضرت مولانا حافظ عبدالغفور صاحب ۱۲ جنوری ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۳ رمضان المبارک کو چیچہ وطنی کے نواحی گاؤں 11/16 L میں انتقال کر گئے۔ مرحوم جامعہ خیر المدارس ملتان کے استاذ حدیث حضرت مولانا منظور احمد صاحب کے چچا تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائیں۔ اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

تبصرہ کتب

نام کتاب : سوانح مولانا محمد علی جالندھریؒ

مصنف : مولانا سعید الرحمن علوی مرحوم

ناشر : بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی' ملتان

صفحات : ۱۹۲

قیمت : ۱۰۰/= (سوروپے)

مجاہد ملت' خطیب اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے سوانح پر حضرت مولانا سعید الرحمن علویؒ نے قلم اٹھایا اور موضوع کا حق ادا کر دیا۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے خاندانی حالات' تعلیم' مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کی وصیت' تدریسی خدمات' خیر المدارس سے تعلق' مجلس احرار اسلام کل ہند سے وابستگی' جماعتی تنظیم و قیادت' احرار راہنماؤں سے قائد اعظم محمد علی جناح کی ملاقات' تحریک مدح صحابہؓ انگریز کے خلاف تحریک سول نافرمانی' مولانا کی گرفتاری و رہائی' حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے تعلق' مجلس احرار کی قرارداد حکومت الہیہ' جالندھر سے ملتان' مدرسہ محمدیہ کا قیام' خیر المدارس کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ایثار' وزراتی مشن' مہاجرین کا مسئلہ' کشمیر اور احرار اور مولانا کا عظیم کردار' دفاع کانفرنس اور سیاست سے احرار کی علیحدگی کا اعلان' دستور پاکستان' تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء تحریک کے مخالفین' مجلس تحفظ ختم نبوت' مسلم لیگ اور مسجد سراجاں' مجلس تحفظ ختم نبوت کے مراکز اور دفاتر' مولانا جالندھریؒ کی دیانت' مولانا تاج محمودؒ کی تحریر' ملک کے باہر جماعت کا کام' مولانا کی آخری شوریٰ' آخری علالت' پریس کا خراج تحسین' ملک بھر کے حضرات کا خراج تحسین' شعراء کا خراج تحسین وغیرہ عنوانات پر مصنف مرحوم نے حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی ذات گرامی اور آپ کے عظیم کردار پر قلم اٹھایا ہے۔ اور حق ادا کر دیا ہے۔ بخاری اکیڈمی نے اسے خوبصورت مجلد' سفید کاغذ پر عمدہ طباعت سے شائع کر کے قابل تحسین کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ مصنف مرحوم کا مجلس تحفظ ختم نبوت کو اس کتاب کی اشاعت کے لئے کہنا اور مجلس کی طرف سے سستی اور اتنے طویل عرصہ کے بعد "بخاری اکیڈمی" دار بنی ہاشم جیسے ادارہ کا اس کی اشاعت کے لئے کمربستہ ہو جانا۔ یہ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی زندہ کرامت اور ان کی عنداللہ مقبولیت اور ان کے موقف کی صداقت کی دلیل بین اور برہان رہنی ہے۔ اللہ رب العزت اس کتاب کی افادیت و قبولیت کو عام و تام فرمائیں۔ قارئین جماعتی رفقاء حضرت جالندھریؒ کے ارادت مند اور تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کے گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ امید ہے کہ اسے ہاتھوں ہاتھ خرید اجائے گا۔

بچوں کا صفحہ

اشتیاق احمد

بے علم مرزا

میں نے اپنے ایک ملازم کے پاس نو عمر لڑکے کو اکثر دیکھا۔ وہ کافی دیر اس سے باتیں کرتا اور پھر چلا جاتا۔۔۔ ملازم بہت توجہ سے اس کی باتیں سنتا۔۔۔ ایک دن میں نے ملازم سے پوچھ لیا۔

"بھئی عمران یہ لڑکا کون ہے۔۔۔ اور تم سے کیا باتیں کرتا رہتا ہے۔"

"یہ میرے پڑوس میں رہتا ہے۔۔۔ مرزائی ہے اور اپنے مرزا غلام احمد قادیانی کی باتیں کرتا رہتا ہے۔۔۔ عرفان احمد نام ہے۔"

"اور تم سنتے رہتے ہو؟" میں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اور کیا کروں۔۔۔ پڑوسی ہے نا جناب۔"

"پڑوسی بن کر کہیں وہ تمہیں مرزائی نہ بنا لے۔۔۔ اچھا اب وہ آئے تو اسے ذرا میرے پاس لانا ہے۔ میں اس سے ایک آدھ سوال پوچھوں گا۔"

"جی اچھا۔" عمران نے کہا۔

دوسرے دن وہ پھر آیا۔۔۔ عمران نے اسے میرے بارے میں بتایا کہ میں اس سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ وہ حضرت میرے پاس چلا آیا۔ میں نے اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔ اور پوچھا۔

"آپ مرزائی ہیں۔۔۔ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔"

اس نے جواب میں کہا "ہاں! ہم مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔۔۔ مسیح موعود مانتے ہیں۔"

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام؟"

"وہ فوت ہو گئے۔۔۔ ان کی قبر کشمیر میں ہے۔" اس نے فوراً کہا۔ میں نے جواب میں اسے کہا۔

"کیا آپ کو پتا ہے۔۔۔ مرزا صاحب نے اپنی کتاب کشتی نوح میں کیا لکھا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی حدیث ہے۔۔۔ یعنی آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام میری قبر کے ساتھ دفن ہوں گے اور وہ میں ہی ہوں۔ اور اس میں دورنگی نہیں ہے۔ یعنی دھوکا فریب نہیں ہے۔۔۔ وہ مسیح میں ہی ہوں جو ﷺ کی قبر میں دفن ہو گا۔۔۔ لیکن مرزا تو قادیان میں دفن ہے۔۔۔ اور بقول آپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر میں دفن ہیں۔ تو اب روضہ نبوی میں جو چوتھی قبر کی جگہ موجود ہے۔۔۔ اس کو کون پُر کرے گا؟"

اس نے سوال کا فوراً یہ جواب دیا۔

"وہاں چوتھی قبر کے لئے قطعاً کوئی جگہ نہیں ہے۔"

"بہت خوب! مرزا نے تو لکھا ہے کہ میں وہاں دفن ہوں گا۔۔۔ یعنی وہاں دفن کی جگہ موجود ہے اور آپ کہتے ہیں کہ وہاں چوتھی قبر کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔۔۔ اب دو باتوں میں سے ایک مان لیں۔ یا تو مرزا نے غلط لکھا تھا۔ کیونکہ آپ کے بقول وہاں چوتھی قبر کی جگہ نہیں ہے۔ یا آپ کا علم مرزا سے زیادہ ہے۔۔۔ تب آپ اسے نبی نہیں مان سکتے۔۔۔ بلکہ مرزائیوں کو چاہئے کہ آپ کو نبی مان لیں۔"

اس دن کے بعد وہ پھر عمران کے پاس نظر نہیں آیا۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی طباعت کے بعد

فرمودات رسول اکرم ﷺ اور اسوۂ حسنہ کی لازوال روشنی سے قلوب اور زندگیوں کو منور رکھنے والے اہل ایمان کیلئے ایک عظیم خوشخبری

ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کی تاریخ ساز پیشکش

تقریباً نصف لاکھ احادیث کا عظیم ذخیرہ

کنز العمال

فی سنن الاقوال والافعال

للعلامۃ علاء الدین علی المتقی الحنفی (المتوفی ۹۷۵)

صرف 3450روپے میں

مقدمہ و تعارف

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ
علامہ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ
علامہ عبدالحیٔ حسنی لکھنویؒ

13 ہزار صفحات	کامل 18 جلدیں	بیروتی طبع کے نسخہ کا اعلیٰ عکسی فوٹو
اعلیٰ کاغذ، جلی قلم	تصحیح کے خصوصی اہتمام	اور جدید اضافہ وحاشیہ کے ساتھ
ہند وپاک میں پہلی بار	قیمت کامل سیٹ 6900روپے	خاص رعایت پیشگی رقم ارسال کرنے والے کو
		یکم محرم تک صرف نصف قیمت میں

ملنے کا پتہ: ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان فون 41501-540513

دوسری عربی مطبوعات

السنن الکبریٰ بیھقی مع الجوھر النقی	دس	جلد
السنن الکبریٰ امام نسائی کامل	چھ	جلد
نسیم الریاض فی شرح الشفاء کامل	چار	جلد
اوجز المسالك شرح موءطامالك	پندرہ	جلد
امانی الاحبارفی شرح معانی الآثار	چار	جلد

مکمل فہرست کتب مفت طلب کریں

قربانی کی کھالیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کو دیجئے!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی تنظیم ہے
- یہ تنظیم ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔
- تبلیغ و اقامت دین خصوصاً "عقیدہ ختم نبوّت کا تحفظ اس کا طرہ امتیاز ہے۔
- اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔
- لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو 'عربی' انگریزی میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کیے جاتے ہیں
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہفت روزہ ختم نبوت اور ماہنامہ لولاک شائع ہوتے ہیں۔
- صدیق آباد (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں دار المبلغین قائم ہے' جہاں علماء کو ردّ قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے۔
- ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔
- ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین، تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔
- اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرسیں منعقد کی گئیں۔ افریقہ کے ایک ملک **گمبیا** میں مجلس کے راہنماؤں کی کوششوں سے **قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔**

یہ سب : اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں : مخیر دستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔

کراچی کے احباب نیشنل بنک پرانی نمائش برانچ اکاؤنٹ نمبر 9-487 میں براہ راست رقم جمع کرکے دفتر کو اطلاع دیں۔

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت حضوری باغ روڈ ملتان شہر فون ۵۱۴۱۲۲